اخبار بدر

قادیان ۵ مئی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲ مئی بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

"کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۵ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲ مئی کو مع اہل و عیال پاسپورٹ پر چند روز کے لئے پاکستان تشریف لے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خیریت سے رکھے اور سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور بخیریت واپس لائے۔ آمین

آئیوری کوسٹ (مغربی افریقہ) میں نیر اسلام کی نا بانیاں

مسلمانوں کی حالت، مختلف سکولوں میں اسلامک کلاسز کا اجراء، مسلم ماڈل سکول جاری کرنے کی تجویز، تعمیر جدید کا پروگرام، احمدیہ عربک سکول کا اجراء، ہزار میل کا تبلیغی سفر، شہر BOAKE کے میئر اور کمانڈر سے ملاقات، فرنچ لٹریچر کی پیشکش، جامع مسجد میں کامیاب لیکچر، مختلف ملکوں کے مندوبین و ریجنل اسمبلی کے ممبران کو تبلیغ، ۲۲ افراد کا قبول اسلام

خلاصہ تبلیغی رپورٹ از جنوری تا مارچ ۱۹۶۴ء

(از مکرم قریشی محمد افضل صاحب انچارج مبلغ آئیوری کوسٹ)

مسلمانوں کی حالت

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک عہدِ خلافت میں افریقن اقوام کو بھی اللہ تعالیٰ نے آزادی کی نعمت سے نوازا۔ اگرچہ فرانس کا ساٹھ سال دور ختم ہو چکا، لیکن تاہم ابھی تک ان کے مظالم کی یاد دلوں میں موجود ہے۔ جب کبھی اس مسئلہ پر احباب جماعت سے گفتگو ہوتی ہے کہ آخر وجہ کیا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی [illegible] نہیں ہے۔ تو وہ ایک سرد آہ بھر کر کہتے ہیں کہ آپ کو کیا معلوم کہ فرانس نے بالخصوص اس ملک کے مسلمانوں پر کیا کیا ظلم ڈھائے ہیں۔ شرفاء اور اہل حیثیت مسلمانوں کے کمسن بچوں کو جبری طور پر فرانس لے جایا جاتا اور کیتھولک سکول میں ان کی تعلیم اور رہائش اس طور پر کی جاتی کہ انہیں اپنے ماضی اور خاندانی حالات کا علم تک نہ ہوتا۔ ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ جار سے پریذیڈنٹ صاحب ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ عیسائی کو ساتھ لے کر آئے۔ دوران گفتگو بر سبیل تذکرہ انہوں نے کہا کہ ان کے دادا مسلمان [illegible] سے تھے۔ لیکن ان کے والد کو فرانس لے جایا گیا اور وہ عیسائی بنائے گئے۔ لیکن اب ان کا دل عیسائیت کی مشرکانہ تعلیم سے بیزار ہو چکا ہے۔ اور جب انہیں معلوم ہوا کہ پاکستان سے ایک اسلامک مشن یہاں قائم ہوا، تو وہ حالات معلوم کرنے آئے ہیں۔ کوئی دو گھنٹہ ان سے اسلام کے بارہ میں بحث ہوئی اور انہیں اناجیل سے توحید کی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے بارہ میں پیشگوئیاں بتائی گئیں سو انہوں نے پریذیڈنٹ صاحب کو بتایا کہ زیر بحث مسائل میں ان کی تسلی ہو چکی ہے۔ البتہ ہنوز دیگر مسائل [illegible] کے بعد وہ اسلام قبول کرنے کو تیار ہیں۔

احباب جماعت بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کی [illegible] زندگی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ فرنچ حکومت کے درمیان میں اچانک فوج گاؤں کا محاصرہ کر کے تمام مضبوط نوجوانوں کو کام سرکار کے لئے زبردستی لے جاتے۔ کام کے دوران میں بمشکل قوت لایموت دی جاتی۔ اور کام ختم ہونے پر پیدل میلوں کا سفر کر کے خالی ہاتھ گھروں کو واپس آنا پڑتا۔ فوج کی یہ کارروائی ایسی اچانک ہوتی کہ آرام دہ زندگی نام کو بھی باقی نہ رہی۔ اب آزادی کے بعد یہ مظالم ختم ہو چکے ہیں۔ اور مسلمانوں کو آرام کا سانس نصیب ہونے لگا ہے۔ اور وہ اطمینان و سکون سے شہروں میں آباد ہونے لگے ہیں۔ لیکن تاہم اس ملک میں قوانین کی بڑی سختی ہے۔ ملک کے ہر ایک باشندے کے پاس خواہ وہ ملکی ہو یا غیر ملکی ایک تعارفی کارڈ ہونا ضروری ہے۔ جو ہر وقت اس کی جیب میں موجود ہونا چاہیئے۔ کیونکہ کسی وقت بھی پولیس تعارفی کارڈ طلب کر سکتی ہے۔ پھر یہ تعارفی کارڈ ہر سال [illegible] کرانا ہوتا ہے۔ پولیس اپنے ساتھ سرکاری رسید بکیں اٹھائے پھرتی ہے۔ جہاں کسی سے کوئی غلطی سرزد ہوئی انہوں نے فوراً جرمانہ کا حکم [illegible]۔ اب یا تو اسی وقت جرمانہ ادا کر دو۔ یا پھر قید میں جاؤ۔ ٹریفک کنٹرول والے اسی وقت جرمانہ کر کے رسید [illegible] ڈرائیور کی کتاب پر اندراج کر دیتے ہیں۔ الغرض بعض اوقات تو انسان [illegible] کبھی سننے میں نہیں آئے۔

دوسری طرف ہمارے مسلمان بھائی حد درجہ جہالت، گمراہی اور ندامت خیزانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بالخصوص [illegible] تعصب، [illegible] ظاہر پرستی کے علاوہ اصل اسلامی تعلیمات کو سمجھنے سے دور واقع ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے قیمتی جبے [illegible] گرمی کے دن میں تن پہنے ہوتے ہیں۔ سر پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ روزانہ ہیٹ استعمال کرتے ہیں۔ ہاتھوں میں تسبیح پکڑی ہوتی ہے۔ [illegible] دوسروں سے محو گفتگو ہوں لیکن عادتاً تسبیح کے دانے خود بخود چل رہے ہیں۔ ہر ایک عالم کے پاس عوام کو دھوکہ دینے کے لئے الگ الگ انتظامات ہیں۔ قرآنی آیات کو تختی پر لکھ کر اسے دھو کر پانی پلانا۔ مختلف قسم کے تعویذ دینا۔ [illegible] ریت پر ہاتھ کا عکس کر کے علم غیب جاننا۔ آب زمزم سے حفظِ قرآن کے لئے خاص دوائی بنانا۔ وغیرہ وغیرہ کیا کیا ڈھنگ ہیں جو انہوں نے رچا رکھے ہیں۔ جن سے خلق خدا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ وہ حالات تھے جن کے درمیان آج سے تین سال قبل مکرم و محترم قریشی مقبول احمد صاحب نے آئیوری کوسٹ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی بنیاد رکھی۔ اور متواتر دو اڑھائی سال تک نہایت قابل قدر خدمات سرانجام دے کر کامیاب و کامران واپس لوٹے۔ شروع شروع میں زبان کی مشکل کافی پریشان کن ہوئی ہے کیونکہ آئیوری کوسٹ میں فرنچ زبان ہی رائج ہے۔ لیکن [illegible] کی محنت شاقہ سے اور دنیا کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہزاروں احمدیوں کی عاجزانہ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل آسان کر دی۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام تبلیغ نسبتاً [illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا — پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۷ مئی ۱۹۶۴ء

اشاعتِ اسلام - اور - احمدی خواتین

مذہبی تاریخ کے اوراق کئی صدیوں کے بعد پھر بیتاب ہیں کہ ان پر مسلم خواتین کی عظیم الشان قربانیوں کو آبِ زر سے لکھ کر انہیں زندۂ جاوید بنایا جائے۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے انہیں قیمتی اثاثہ کے طور پر محفوظ رکھا جائے۔ اور ساری دنیا میں بہانگِ دہل یہ اعلان کر دیا جائے کہ گزشتہ صدی میں جس اسلام کو قریب المرگ کہا جا رہا تھا۔ اب احمدیت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آبِ حیات مہیا فرما دیا ہے۔ کیونکہ اسلام ایک بار پھر اپنی تحریکِ زندگی۔ بھرپور طاقت اور پوری آب و تاب کے ساتھ اپنی ابدی صداقتوں کا پرچم بلند کئے آفاقِ عالم پر سایہ کناں ہے اور اس کی نشأۃ ثانیہ کے دور کا آغاز ہو چکا ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کسی مادی طاقت اور تیر و تفنگ کے زور سے نہیں۔ بلکہ اپنے لاجواب دلائل و براہین سے عبارت ہے۔ اور ظاہر ہے وہ شخص جو اسلام کی طرف یہ الزام منسوب کرتا ہے کہ وہ کسی ماضی یا حال یا مستقبل میں مادیات کا محتاج ہے۔ وہ راستی خود ایک ناقابلِ شکست قوت ہے۔ سچائی خود ایک لاجواب برہان ہے۔ اور نور خود ایک روحانی طاقت ہے جو تسخیرِ قلوب کی ضامن ہے۔

آج دنیا انگشت بدنداں ہے کہ ایک قلیل سی جماعت یہ عزم لے کر اٹھی ہے کہ وہ اسلام کو پھر ایک بار روحانی طور پر سربلند کر کے ہی سانس لے گی۔ چھوٹی سی جماعت کہ اسے آٹے میں نمک کی پوزیشن بھی حاصل نہیں۔ یہ جماعت صرف زبانی دعوے نہیں کرتی۔ بلکہ اپنی مسلسل اور انتھک جد و جہد اور مخلصانہ اور بے مثل قربانیوں کے ذریعہ سے اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرتے ہوئے اپنے عزم کی آخری منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اس کے دیوانے مشکلات و مصائب کے پہاڑوں سے ٹکراتے ہوئے۔ بھوک اور پیاس کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے ایک ایک مجنونانہ انداز میں آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ کوہ بہ کوہ، دمن بہ دمن اور صحرا بہ صحرا بس ایک ہی صدا لگاتے چلے جا رہے ہیں کہ

اسلام ہی ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ عظیم الشان نبی ہیں جن کی تعلیمات امنِ عالم اور نجات کی ضامن ہیں۔

قدم قدم پر مشکلات ان کا دامن تھام لیتی ہیں۔ مخالفت کی آندھیاں ان کا منہ موڑ دیتی ہیں۔ مصائب کے پہاڑ ان کا راستہ روک دیتے ہیں۔ لیکن وہ پاگل۔ وہ دیوانے وہ محمد رسول اللہ کے غلام پرچمِ اسلام کو مضبوطی کے ساتھ تھامے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ انہی کی قربانیوں کا ثمرہ شیریں ہے کہ آج باطل حق کے سامنے سرنگوں ہو رہا ہے۔ اور وہ عیسائیت جو رفتہ رفتہ ملکوں پر حاوی ہوتی چلی جا رہی تھی اور اسلام کو اپنا صید زبوں سمجھ رہی تھی آج اپنی پناہ گاہ کی تلاش میں ہے۔

آج جماعت احمدیہ کو کافر قرار دینے والے بھی اپنے دل کی گہرائیوں میں یہ اعتراف لئے ہوئے ہیں کہ اس قلیل سی جماعت نے اشاعتِ اسلام کا جو کام کر دکھایا ہے وہ آج تک بڑی بڑی حکومتوں سے بھی نہ ہو سکا تھا۔ یہ جماعت جسے ہمارے مخالفین کے بقول اگر ہوا میں اچھال دیا جائے۔ تو وہ ہوا میں تحلیل ہو کر رہ جائے۔ اتنا بڑا کام سر انجام دے رہی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

لیکن یہ کیسے ہوا؟

کیا یہ ممکن ہے کہ پانی تو کھول رہا ہو اور اس کے نیچے آگ کا نام و نشان نہ ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ بجلی کی روشنی تو موجود ہو اور اس کے پیچھے کوئی پاور اسٹیشن نہ ہو؟ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جماعت احمدیہ کی اس ساری کارکردگی کے پیچھے ایک زبردست قوت کارفرما ہے۔ اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا افاضۂ روحانی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسی اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسلسل پچاس سالہ انتھک اور شبانہ روز مساعی۔

اور خدا کرے یہ خلفاء عالمِ روحانی کی وسیع فضاؤں میں ہمیشہ ابر بن کر برسے۔ عزم و عمل۔ قول و فعل اور دعوے و دلیل جب یکجا ہو جائیں تو کوئی رکاوٹ نہیں رہ جاتی۔ اور کوئی سد نہیں رہ جاتی۔

اور یہ عزم و عمل جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کی خواتین بھی قربانی کے اس میدان میں ہمارے شانہ بشانہ آگے بڑھ رہی ہیں۔ تو ہمارے حوصلے اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ آج بیرونِ ممالک کی سینکڑوں احمدیہ مساجد میں سے لندن اور ہالینڈ کی احمدیہ مساجد اس بات کی شاہدِ ناطق ہیں کہ ہماری خواتین نے اپنے تن من دھن سے ان کی تعمیر کے لئے قربانیاں پیش کر کے اپنی صنف کے لئے بلند ترین مقام پیدا کر لیا ہے کیونکہ یہ صرف اور صرف خواتین کے چندہ سے ہی بنائی گئی ہیں۔ یہ وہی دو زن مسجدیں ہیں جن کے لئے خواتین نے اپنے عزیز ترین زیور پیش کئے تھے۔ اور اپنے بچوں کے منہ سے نوالے چھین کر خدا کی راہ میں قربان کر دیئے تھے۔

قربان جائیں اس عظیم المرتبت مصلح موعود پر جس نے اپنے ہزاروں خطبات کے ذریعہ سے جماعت کے اندر قربانی کا وہ جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ اس کا ہر فرد۔ مرد اور عورت۔ بچہ اور بوڑھا دین کی خاطر قربانی کے لئے اپنے اندر ایک روحانی انبساط اور فرحت محسوس کرتا ہے اور آج جماعت کا مالی نظام اس پر شاہدِ ناطق ہے کہ پندرہ بیس لاکھ افراد کی قلیل جماعت ہر سال تقریباً نصف کروڑ روپیہ اشاعتِ اسلام پر بڑے قرینے کے ساتھ خرچ کر رہی ہے۔

"تحریکِ جدید کے ذریعہ سے جماعت نے جو کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ وہ حقیقتاً محیر العقول ہے۔ خدائی القاء کے ماتحت جاری کی گئی اس تحریک نے جماعت کے ہر طبقے کے اندر قربانی کی وہ روح پھونک دی ہے کہ آگے چل کر یہ تحریک عظمت کا ایک بلند مینار بننے والی ہے۔ اسی تحریکِ جدید کے متعلق جب سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار غیر ممالک میں کام کرنے والے مبلغین کی تکالیف کا ذکر فرمایا اور جماعت کو قربانیوں کی طرف متوجہ کیا تو منجملہ بے شمار عملی قربانی کے حضور کی خدمت میں ایک مخلص خاتون نے اپنا کچھ زیور بھجواتے ہوئے یہ خط تحریر کیا (چٹھی محررہ ۳۰/۶/۶۴)

"الفضل کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ مجاہدینِ سلسلہ عالیہ کی تکالیف کی داستانیں اور اشاعتِ اسلام کی تڑپ نے حضور کو بے چین کر رکھا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ہمارا پیارا آقا بے چین ہو اور ہم چین و آرام کی زندگی بسر کرنے کی فکر کریں۔ تف ہے ایسی زندگی پر۔ اس خادمہ کے ہاتھوں کے دو عدد طلائی بالے وزن چار تولہ اور قیمت تخمیناً ساڑھے چار سو روپیہ پیشِ خدمت رہیں۔ مگر قبول افتد زہے عز و شرف۔ حضور اس حقیر زیور کو جس کام میں چاہیں لگائیں۔ اور دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس خادمہ سے راضی ہو جائے اور اس عاجزہ کے شوہر مرحوم کے درجات بلند کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

زِ بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

والسلام

خادمہ مسرت النساء عرف روشن بی بی ورسو تگولہ اڑیسہ"

اب کون کہہ سکتا ہے کہ جس جماعت کی خواتین میں قربانی کی یہ روح پائی جاتی ہو۔ وہ اپنے عزم میں کامیاب نہ ہوگی؟ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے کامیاب ہوگی۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ جب اسلام کا نغمۂ احمدیت کا باب باندھے گا اس میں جماعت احمدیہ کی خواتین کی اسی قسم کی بے شمار قربانیوں کو سنہری حروف کے ساتھ لکھے گا۔ اور ہماری آئندہ نسلیں فخر کے ساتھ سر اونچا کر کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کو اپنی طرف منسوب کیا کریں گی۔ انشاء اللہ۔

(ف۔ا۔گ)

ولادت

برادرم چوہدری محمد شریف صاحب فنانشل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پتوکی ضلع لاہور کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰/۴/۶۴ بروز جمعۃ المبارک تین لڑکیوں کے بعد فرزند عطا فرمایا ہے۔

احباب جماعت اور خاص کر درویشان قادیان سے گزارش ہے کہ نومولود کی صحت کاملہ اور خادمِ دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

مرزا محمد سلیم اختر مزنگ ضلع لاہور

درخواست دعا

خاکسار کو بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔ ان سے مخلصی پانے اور کشائش کے سامان میسر آنے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ نیز ایک بچہ بیمار ہے اس کی کامل صحت یابی کے لئے بھی احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار

محمد عبد اللہ شاکر بمقام بڑھانہ (ریونیو)

خطبہ جمعہ

اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا کا نام ضرور لیا کرے

سفر کی نمازوں کے متعلق قصر کا لفظ غلط طور پر استعمال ہوتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم ستمبر سنہ ۵۸ء بمقام حیدرآباد سندھ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل ربوہ)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
چونکہ مجھے کھانسی کی سخت تکلیف ہے اس لئے میں خطبہ بھی مختصر کروں گا۔ اور چونکہ میں سفر پر ہوں۔ اور نمازیوں کی اکثریت بھی مسافر ہے۔ اس لئے میں نمازیں بھی جمع کر کے پڑھاؤں گا۔ پہلے جمعہ کی نماز ہو گی۔ اور پھر اس کے بعد عصر کی نماز۔ عصر کی نماز ہم قصر کریں گے۔ لیکن جو مقامی لوگ ہیں۔ اُن کو چاہیئے کہ جب میں عصر کی نماز کا سلام پھیروں تو وہ کھڑے ہو کر اپنی باقی رکعتیں پوری کریں کیونکہ اُن پر چار رکعتیں فرض ہیں۔ اور ہم پر دو رکعت فرض ہیں۔ اور چونکہ میں نے آج اختصار کے ساتھ خطبہ پڑھنا ہے۔ اور قصر نماز کا ذکر آ گیا ہے۔ اس لئے میں خطبہ میں بھی اس مسئلہ کو لے لیتا ہوں۔

ہمارے ہاں سفر کی نمازوں کے متعلق قصر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے یہ درحقیقت

ایک غلط محاورہ ہے

جو استعمال ہو رہا ہے۔ قصر کے معنی چھوٹا کرنے کے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سفر کی نماز قصر نہیں ہوتی بلکہ حضر میں جب انسان اپنے گھر پر موجود ہو۔ نماز زیادہ پڑھی جاتی ہے احادیث اور تاریخ سے ثابت ہے کہ پہلے ... دو ہی رکعت نماز ہوتی تھی۔ بعد میں دو کی بجائے چار رکعتیں کر دی گئیں۔ یعنی ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں میں دو دو رکعتیں بڑھا دی گئیں۔ صبح کی نماز اسی طرح رہی۔ اسی طرح مغرب کی نماز بھی اسی طرح رہی۔ پس قصر کا سوال درحقیقت سفر کے ساتھ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جتنی نماز پہلے پڑھی جاتی تھی۔ سفر میں اتنی ہی پڑھی جاتی ہے لیکن جو لوگ اپنے اپنے گھروں میں مقیم ہوں اُن کو دُگنی پڑھنی پڑتی ہے۔

قرآن کریم میں جو قصر کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ سفر کی نمازوں کے متعلق نہیں۔ لیکن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے اُسے سفر کی نمازوں کے متعلق سمجھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں قصر کے معاملہ میں غلط فہمی ہوئی اور وہ غلط راستہ پر جا پڑے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اگر تمہیں خوف ہو تو تم نمازوں کو قصر کر سکتے ہو۔ اس سے مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ اگر امن ہو تو پھر مسافر کے لئے قصر کرنا جائز نہیں۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ سفر میں اُتنی ہی نماز پڑھی جاتی ہے جتنی پہلے پڑھی جاتی تھی۔ البتہ حضر میں وہ دوگنی کر دی گئی ہے یہ نہیں کہ پہلے چار چار رکعتیں ہوا کرتی تھیں۔ اور پھر سفر میں دو دو کر دی گئیں بلکہ پہلے

دو رکعت نماز

ہی ہوا کرتی تھی۔ پھر سفر میں دو رکعتیں ہی رہ گئیں اور حضر میں چار کر دی گئیں۔ باقی قرآن کریم میں جس قصر کا ذکر آتا ہے وہ اور ہے۔ اور اس کا سفر کی نمازوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز کے متعلق ہماری شریعت نے یہ ہدایت دی ہے کہ نماز آہستہ آہستہ اطمینان اور سکون کے ساتھ ادا کی جائے۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے جلدی جلدی نماز پڑھی اور سلام پھیر دیا۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے شخص تیری نماز نہیں ہوئی۔ تو پھر نماز پڑھ اس پر اس نے دوبارہ نماز پڑھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ اے شخص تیری نماز نہیں ہوئی تو پھر نماز پڑھ اس نے پھر نماز پڑھی۔ مگر جب وہ تیسری مرتبہ فارغ ہوا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے شخص تیری نماز نہیں ہوئی تو پھر نماز پڑھ۔ اس پر اُس نے کہا یا رسول اللہ مجھے تو ایسی ہی نماز پڑھنی آتی ہے۔ اگر نماز پڑھنے کا کوئی اور طریق ہو تو آپ بتا دیں۔ تا کہ میں اُسی طرح نماز پڑھوں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تم نماز پڑھو تو

آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

جلدی جلدی نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو۔ تو اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو اور ٹھہر ٹھہر کر سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھو۔ رکوع میں جاؤ تو تمہاری پیٹھ سیدھی ہو۔ اور آہستہ آہستہ تسبیح کرو۔ رکوع کے بعد کھڑے ہو تو آرام سے کھڑے ہو۔ اور کلمات مسنونہ دہراؤ۔ سجدہ میں جاؤ تو ٹھہر ٹھہر کر سبحان ربی الاعلیٰ کہو۔ یہ نہیں کہ ادھر نماز شروع کی۔ اور ادھر فوراً رکوع میں چلے گئے۔ پھر جلدی سے سر اٹھایا اور سجدہ میں گر گئے۔ ایک دو دفعہ سجدہ میں سر مارا۔ تو پھر جلدی سے دوسری رکعت شروع کر دی۔ یہ نماز نہیں بلکہ نماز کے ساتھ تمسخر ہے۔ تو نماز کو ٹھہر ٹھہر کر اور آہستگی سے ادا کرنے کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ لیکن قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب خوف ہو۔ تو پھر تمہارے لئے نماز کو قصر کر لینا جائز ہے۔ یعنی اسے چھوٹا کرنے اور جلدی جلدی ادا کر لینے کی ہماری طرف سے اجازت ہے۔ یوں عام حالات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔ مگر جب لڑائی ہو رہی ہو تو اس وقت قصر کر لینا جائز ہے۔ یعنی اس وقت اگر انسان

جلدی جلدی نماز

پڑھے تو اُس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہو اور وہ اُن کے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہو تو چونکہ کسی اسلامی ملک پر دشمن کا قبضہ کر لینا ایک بڑی آفت ہے۔ اور نماز کو جلدی جلدی پڑھ لینا یا نماز کو مختصر کر لینا ایک چھوٹی آفت ہے۔ اس لئے شریعت یہ کہتی ہے کہ تم بڑی آفت کو نہ آنے دو۔ اور چھوٹی آفت کو برداشت کر لو۔ پھر آگے اس قصر کی اسلام نے کئی قسمیں بتائی ہیں۔ ایک قسم ایسی ہے جس میں صرف ایک رکعت نماز ہی پڑھی جاتی ہے۔ دو رکعتیں نہیں پڑھی جاتیں۔ اور ایک قسم ایسی ہے جس میں ایک ایک رکعت انفرادی طور پر ادا کی جاتی ہے پہلے آدھی فوج امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھتی ہے۔ پھر وہ چلی جاتی ہے اور دوسری فوج اُس کی جگہ آ کر ایک رکعت پڑھتی ہے۔ اور باقی ایک ایک رکعت سپاہی اپنے اپنے طور پر ادا کر لیتے ہیں۔ اس قصر کے ساتھ خوف کا ہونا ایک لازمی شرط ہے۔ اگر خوف نہ ہو تو قصر کرنا جائز نہیں۔ مثلاً

اسلامی لشکر

میدان میں ڈیرے ڈالے پڑا ہو۔ لیکن زور کی لڑائی نہیں ہو رہی تو اُس وقت جلدی جلدی نماز پڑھنے یا نماز کو قصر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ مگر اس وقت وہی قاعدہ جاری ہوگا جو عام حالات میں جاری ہے۔ یعنی سفر کی حالت ہو۔ تو اس وقت دو رکعت نماز پڑھی جائے گی اور حضر کی حالت ہو تو چار رکعت نماز پڑھی جائیگی۔ لیکن جب خوف کی حالت ہو تو اس وقت قصر کر لینا جائز ہے۔ مثلاً اسلامی فوج کا ایک سپاہی دشمن کے حالات معلوم کرنے کیلئے گیا تھا۔ کہ اس کا دشمن کو علم ہو گیا۔ وہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا واپس آ رہا ہے۔ اور پچاس ساٹھ سپاہی اس کے تعاقب میں ہیں کہ راستہ میں نماز کا وقت آ گیا۔ اب اگر وہ ٹھہر جاتا ہے یا گھوڑے سے اُتر کر نماز پڑھنے لگ جاتا ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ پکڑا جائے گا۔ اور اسلامی لشکر ان معلومات سے محروم ہو جائے گا جن کے مہیا کرنے کیلئے اُسے بھجوایا گیا تھا۔ پس چونکہ اس کا اپنی جان بچا کر اسلامی لشکر میں پہنچنا ضروری ہے۔ اس لئے اُسے اجازت ہوگی کہ

گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے

نماز پڑھتا چلا جائے جس طرح بیمار آدمی لیٹے لیٹے نماز پڑھ لیتا ہے۔ اسی طرح اُسے بھی اجازت ہوگی کہ جس طرح چاہے

نماز پڑھ لے

خواہ گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے نماز کے کلمات دہراتا جائے۔ رکوع کا وقت آئے تو ذرا سر جھکا لے۔ اور ایک دو دفعہ جلدی جلدی سبحان ربی العظیم کہہ لے اور سر جھکا دے۔ تو ... سجدہ سمجھ لے۔ اس طرح جلدی جلدی

نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے۔ یہ بھی قصر ہے جس کو ہماری شریعت نے خوف کی حالت میں جائز قرار دیا ہے۔ لیکن اگر وہ گھر میں اس طرح نماز پڑھیگا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ وہاں تو ذرا سا سر بھی جھکا لے تو سجدہ ہو جائے گا۔ لیکن

مسجد میں

آکر اگر کوئی شخص اس طرح نماز پڑھیگا تو ہم اسے کہیں گے کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔ پس جس قصر کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ اس کا تعلق صرف ان نمازوں کے ساتھ ہے جو خوف کی حالت میں ادا کی جاتی ہیں۔ مثلاً کہ لڑائی ہو رہی ہے۔ کفار تعاقب میں ہیں۔ اور نماز کا وقت آ گیا ہے تو اس وقت نماز کو تھوڑے سے تھوڑا کرنا جائز ہوگا۔ اور پھر یہ بھی جائز ہوگا کہ جس حالت میں انسان ہو اسی حالت میں نماز پڑھ لے۔ مثلاً اگر ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے تو باوجود اس کے کہ اس کی ایک ٹانگ ایک طرف ہوگی اور دوسری ٹانگ دوسری طرف پھر بھی اسکی نماز ہو جائے گی۔ اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہوگا تو پھر بھی نماز ہو جائے گی۔ ہاں اگر موقعہ مل سکے تو نماز شروع کرتے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کر لیا جائے۔ پھر خواہ کسی طرف منہ ہو جائے۔ لیکن اگر گھر میں بغیر بیماری کے آرام کرسی پر بیٹھ کر کوئی شخص اپنی ایک ٹانگ کرسی کے ایک بازو پر رکھ لے۔ اور دوسری ٹانگ دوسرے بازو پر اور پھر نماز پڑھنا شروع کر دے تو اسکی نماز نہیں ہوگی یا مسجد میں وہ امام کے ساتھ صرف ایک رکعت نماز پڑھ کر آ جائے۔ اور ایک رکعت گھر میں پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ غرض قرآن کریم نے جس نماز کے متعلق یہ کہا ہے کہ تم قصر کرو وہ سفر کی نماز نہیں بلکہ نماز خوف ہے اور جو سفر کی نماز ہے۔ وہ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بعض دوسرے صحابہؓ کی روایات سے ثابت ہے۔ وہ اتنی ہی ہے جتنی کہ پہلے نماز فرض ہوتی تھی۔ ہاں ایک عرصہ کے بعد حضر میں اسے دوگنا کر دیا گیا۔ پس سفر کی نماز جس کے متعلق ہم قصر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ درحقیقت قصر ہے ہی نہیں۔ یہ ایک غلط محاورہ ہے جو لوگوں میں رائج ہو گیا ہے۔ اور ایسا ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ

بر عکس نہند نام زنگی کافور

یعنی حبشی کا نام کسی نے کافور رکھ دیا تھا۔ حالانکہ کافور سفید رنگ کا ہوتا ہے اور حبشی کالے رنگ کا ہوتا ہے بہرحال یہ ایک غلط نام پڑ گیا ہے حقیقتاً جو

قرآن کریم سے

قصر ثابت ہے وہ یہی ہے کہ خوف کے وقت نماز کو اس کی مقررہ شکل سے بدل کر پڑھا جاتا ہے۔ چاہے انسان گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے پڑھ لے چاہے اشارہ سے پڑھ لے۔ چاہے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے اور ایک رکعت علیحدہ پڑھ لے

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دشمن کے سامنے بندوق تانے کھڑا ہو۔ اور نماز کا وقت آ جائے تو ایسی صورت میں اسکے لئے جائز ہوگا کہ وہ بندوق بھی سنبھالے رکھے۔ دشمن پر فائر بھی کرتا جائے اور نماز کی عبارتیں بھی دہراتا جائے پس نماز قصر خوف کے وقت ہوتی ہے اس کا کسی سفر سے تعلق نہیں۔ بلکہ یہ نماز قصر خوف کی حالت میں شہروں میں رہتے ہوئے بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ مثلاً فرض کرو ایک ملک کی دوسرے ملک سے لڑائی ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت

سرحدی شہروں یا دیہات

میں رہنے والے جو لوگ ہونگے انکے لئے جائز ہوگا کہ اگر زور کا حملہ ہو تو وہ کھڑے کھڑے نماز کی عبارتیں بھی دہراتے چلے جائیں۔ اور ساتھ ہی دشمن پر گولیاں بھی برساتے جائیں۔ یا امام موجود ہو تو ایک ایک رکعت اس کے پیچھے پڑھ لیں۔ اس صورت میں امام کی تو دو رکعتیں ہوں گی اور ان کی ایک رکعت ہوگی۔ یہ قصر ہے جو خوف کی حالت میں جائز ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ سفر پر نہیں ہوں گے۔ پھر ان کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اپنی نماز کو چھوٹا کر لیں۔ وہ خوف کی نماز ہے اور خوف کے وقت یہی جائز ہوتا ہے کہ انسان اپنے حالات کے مطابق چاہے تو کھڑے کھڑے نماز پڑھ لے۔ چاہے تو دوڑتے دوڑتے نماز پڑھتا چلا جائے۔ چاہے تو اشاروں سے پڑھ لے یا اسے موقعہ ملے تو ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ لے اور ایک ایک رکعت الگ ادا کرے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ اور شریعت نے خوف کی حالت میں ان کو جائز رکھا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ

اسلام یہ چاہتا ہے

کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام ضرور لیا کرے۔ کیونکہ اس طرح اس کی محبت دل میں تازہ ہو جاتی ہے۔ جو شخص اپنے محبوب کو بھول جاتا ہے اور اسکی یاد اپنے دل میں تازہ نہیں رکھتا وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مجھے اپنے محبوب سے محبت ہے۔ سچی محبت ہمیشہ اپنے ساتھ بعض ظاہری علامات بھی رکھتی ہے اور محبت کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اٹھتے بیٹھتے اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی یاد اپنے دل میں تازہ رکھتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو یاد کر لیتا ہے تو اس کی محبت دل میں تازہ ہوتی ہے۔ اور اس کی صورت آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں المکتوب نصف الملاقات یعنی جب انسان اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کو خط لکھتا ہے۔ تو گویا وہ اس سے نصف ملاقات کر لیتا ہے۔ جب وہ السلام علیکم لکھتا ہے اور پھر اپنے حالات بتلاتا ہے اور اس کے حالات دریافت کرتا ہے تو ایک رنگ میں وہ ایک دوسرے کے سامنے ہو جاتے ہیں اور ان کی محبت تازہ ہو جاتی ہے۔ گویا جس طرح ملاقات سے

آپس کے تعلقات بڑھتے ہیں۔ اسی طرح خط لکھنے سے بھی آپس کے تعلقات بڑھتے ہیں۔ اور خط لکھنا ملاقات کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ نماز بھی

خدا تعالیٰ کی ملاقات

کا ایک ذریعہ ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم نماز پڑھو تو اس طرح پڑھو۔ کانک تراہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ فان لم تکن تراہ فانہ یراک لیکن اگر تم کو اتنی روحانیت حاصل نہیں کہ تم یہ سمجھو کہ ہم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں تو کم از کم تم میں اتنا احساس تو ضرور ہونا چاہیئے کہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ خدا تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ غرض نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا وجود انسان کے سامنے آ جاتا ہے۔ اسکی محبت تازہ ہو جاتی ہے اور اس کا قرب انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اور چونکہ نماز خدا تعالیٰ کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے۔ خواہ جنگ ہو رہی ہو دشمن گولیاں برسا رہا ہو۔ پانی کی طرح خون بہہ رہا ہو۔ پھر بھی اسلام یہ

فرض قرار دیتا ہے

کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو اگر ممکن ہو۔ مومن اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائے انتہائی خطرناک حملہ کی صورت میں وہ نمازیں جو جمع نہیں کی جا سکتیں انکو بھی جمع کرنے کا حکم ہے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چار نمازیں جمع کی ہیں۔ بیشک جنگ کی وجہ سے نماز کی ظاہری شکل بدل جائیگی لیکن یہ جائز نہیں ہوگا کہ نماز میں ناغہ کیا جائے مگر آجکل مسلمانوں میں جہاں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں وہاں ان میں ایک یہ نقص بھی پیدا ہو گیا ہے کہ وہ ریل میں آرام سے بیٹھے سفر کر رہے ہونگے لیکن نماز نہیں پڑھیں گے اور جب پوچھا جائے کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تو کہیں گے سفر میں کپڑوں کے پاک ہونیکا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم نماز نہیں پڑھتے۔ حالانکہ سفر تو الگ رہا میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اگر سر سے پیر تک کسی شخص کے کپڑے پیشاب میں ڈوبے ہوئے ہوں اور اسکے پاس اور کپڑے موجود نہ ہوں جن کو وہ بدل سکے اور نماز کا وقت آ جائے تو وہ انہی پیشاب آلودہ کپڑوں سمیت نماز پڑھ لے۔ یا اگر پردہ ہے تو کپڑے اتار کر ننگے نماز پڑھ لے اور یہ پرواہ نہ کرے کہ اس کے کپڑے پاک نہیں یا جسم پر کوئی کپڑا نہیں کیونکہ نماز کی اصل غرض یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ اور اسی طرح

اسکی یاد

اپنے دل میں تازہ کی جائے۔ جس طرح گرمی کے موسم میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد انسان ایک ایک دو دو گھونٹ پانی پیتا رہتا ہے تاکہ اس کا گلا تر رہے اور اسکے جسم کو تراوت پہنچتی رہے۔ اسی طرح کفر اور بے ایمانی کی گرمی میں انسانی روح کو طراوت اور تر و تازگی پہنچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد

نماز مقرر کی ہے تا وہ گرمی اسکی روح کو جھلس نہ دے اور اسکی روحانی طاقتوں کو مضمحل نہ کر دے۔ خدا تعالیٰ کا نام لینے سے اسکی محبت تازہ ہو جاتی ہے۔ فرشتے قریب آ جاتے ہیں اور شیطان دور بھاگ جاتا ہے۔ بیشک حکم یہی ہے کہ کپڑے پاک رکھو لیکن فرض کرو کسی کے پاس اور کپڑے نہ ہوں تو پھر اسکے لئے کیا اجازت نہیں ہوگی کہ وہ نماز نہ پڑھے بلکہ اسے یہی کہا جائے گا کہ خواہ تمہارے کپڑے گندے اور ناپاک ہیں۔ پھر بھی تم انہی

گندے اور ناپاک کپڑوں

کے ساتھ نماز پڑھ لو۔ مثلاً کسی شخص کے پاس تہہ بند ہے اور اسے شبہ ہے کہ وہ تہہ بند پاک نہیں ہے۔ تو اس کے متعلق شریعت کا یہ حکم نہیں ہوگا کہ وہ نماز نہ پڑھے بلکہ اس کے متعلق حکم یہ ہوگا کہ وہ اسی تہہ بند کے ساتھ نماز پڑھ لے کیونکہ کپڑوں کی پاکیزگی سے دل کی پاکیزگی بہرحال مقدم ہے۔ مگر ہمارے ملک میں لوگ کپڑوں کا تو خیال رکھتے ہیں اور اپنے دل کو ناپاک ہو جانے دیتے ہیں۔ اگر ہم کپڑے کی ناپاکی کا خیال کر کے نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ تو اسکے معنے یہ ہیں کہ ہم کپڑے کو ناپاک کرنے کا تو خیال کرتے ہیں لیکن اپنے دل کو پاک کرنیکا خیال نہیں کرتے۔ اور یہ سراسر حماقت ہے۔ پس اس وقت جو کپڑا میسر ہو اسی کے ساتھ نماز پڑھ لینا جائز ہوگا۔ مگر یہ جائز نہیں ہوگا کہ کپڑے کی ناپاکی کے خیال سے اپنے دل کو ناپاک کر لیا جائے۔ اور نماز کو چھوڑ دیا جائے۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے تمہارے کپڑوں میں مٹی لگ جائے تو تم اُسے دھوتے ہو لیکن دوسری طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ساری زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا ہے۔ گویا وہی مٹی کپڑوں پر لگ جائے تو اسے صاف کرتے ہو اسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کیلئے پاک قرار دیدیا۔ اور فرمایا اگر مسجد نہ ہو تو مٹی پر نماز پڑھ لو۔ کیونکہ نماز ایک ایسی چیز ہے کہ جسے کسی صورت میں ترک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ جو مٹی کپڑوں پر لگ جائے تو انسان اُسے دھونے کی کوشش کرتا ہے بلکہ غریب سے غریب آدمی بھی ہفتہ عشرہ کے بعد اپنے کپڑوں کو ضرور دھوتا ہے۔ لوگ کپڑے کیوں دھوتا ہے؟ اسی لئے کہ مٹی کی وجہ سے وہ میلے ہو جاتے ہیں۔ پس کپڑوں کی صفائی کے یہ معنے ہیں کہ ان پر مٹی پڑ گئی تھی جسے دھو کر صاف کیا جاتا ہے۔ لیکن جب مسجد نہیں ملتی تو ہماری شریعت اُسی مٹی کو پاک قرار دے دیتی ہے اور کہتی ہے کہ تم زمین پر جہاں چاہو۔ نماز پڑھ لو۔ پس نماز ایک

نہایت ہی اہم چیز

ہے اور دوسری تمام چیزیں اسی کے تابع ہیں بیشک اپنے کپڑوں کو صاف رکھو بلکہ مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے کپڑوں کی صفائی کا خیال رکھے۔ اور ان کو ہر قسم کی غلاظت اور گندگی سے بچائے۔ لیکن اگر ایسا وقت آ جائے کہ کپڑے مشتبہ حالت میں ہوں اور پانی نہ ہو جس سے انسان انہیں دھو سکے یا نئے کپڑے نہ ہوں جن کو تبدیل کر سکے اور نماز کا وقت آ جائے۔ تو پھر اس کا یہی فرض ہے کہ انہی کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لے اور کپڑوں کا خیال نہ کرے۔

الفضل ۶؍۵؍۶۳

علم الحدیث پر ایک نظر

(از یعقوب امجد صاحب۔ ربوہ)

حدیث کے لغوی معنے ہیں "الخبر یا تی بالقلیل والکثیر"

یعنی ایسی خبر جو قلت یا کثرت سے بہائی جاتی ہے۔ مگر اسلامی اصطلاح میں حدیث کو اس ارشادِ نبوی سے تعبیر کیا جاتا ہے جو رُواۃ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہو۔ یا یوں کہیئے

ھو علم تعرف بہ اقوال النبی وافعالہٗ واحوالہٗ۔

یعنی علم حدیث وہ علم ہے جس کے واسطے سے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقوال افعال اور احوال کی معرفت حاصل ہو۔

ہماری ہدایت کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ لیکن اس کے بعد سنت و حدیث بھی جگہ جگہ ہمارے لئے چراغ راہ روشن کرتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اصول شریعت کا مرجع قرآن مجید ہی ہے۔ مگر احادیث کے الفاظ بھی اسی مقدس نفس کی زبان سے جاری ہوئے ہیں جس سے قرآن مجید پڑھا گیا۔ اسی لئے قرآن مجید کو وحی جلی اور احادیث کو وحی خفی کا مقام حاصل ہے۔ قرآن مجید میں دونوں قسم کی وحیوں کو یوں بیان کیا گیا ہے:۔

وانزل اللہ علیک الکتٰب والحکمۃ

صاف ظاہر ہے کہ کتاب تو قرآن مجید ہے اور حکمت کا نزول کیا چیز ہے؟ بس یہی وہ چیز ہے جسے ہم حدیث کا نام دیتے ہیں۔ یہ اصل مسلّم ہے کہ حکیم و دانا اپنی حکمت و دانش کا اظہار اپنے اقوال و افعال سے کرتے ہیں تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حکمت نبوی کو اس دائرہ سے خارج سمجھا جائے۔ بعض آیات میں تو یہ چیز بالتصریح موجود ہے کہ امر اللہ کے بعد امر رسول کا اتباع ضروری ہے فرمایا:۔

فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول

یعنی اے مسلمانو! اگر کسی بات پر تمہارا آپس میں اختلاف ہو جائے، تو فیصلے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

"فلیحذر الذین یخالفون عن امرہٖ"

یعنی وہ لوگ جو ہمارے اس رسول کے حکم سے منہ پھیرتے ہیں ان کے لئے مقام خوف ہے۔

ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ احکام قرآنیہ کے بعد ارشادات نبویہ بھی ہم مسلمانوں کے لئے واجب التعمیل ہیں۔ چنانچہ علم حدیث کی اس اہمیت و افادیت کے پیش نظر صحابہ رضوان اللہ علیہم ہمیشہ اس پر کاربند رہے اور اس کے تحفظ کا خاص اہتمام کرتے رہے۔

اوّل قرآن مجید کا تحفظ بھی حفاظِ قرآن سے متعلق تھا۔ مگر جب صدیق اکبرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ محسوس کیا کہ حفاظِ قرآن روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنے عہدِ خلافت میں ہی قرآن مجید کی تدوین کا انتظام فرما دیا۔ اسی طرح پہلی صدی ہجری کے اختتام کے قریب اموی خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ نے جب یہ خطرہ محسوس کیا کہ تابعین کا سلسلہ منقطع ہوا چاہتا ہے۔ تو احادیث کو مدون کرنے کا حکم نافذ کیا۔

اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید کی جمع و تدوین کی تکمیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہوئی تھی۔ آپ سے پہلے کئی ایک نسخے تیار ہوئے تھے۔ مگر آپ نے غور و تدبر کے بعد ان نسخوں کی دیکھ بھال کے بعد اپنا نسخہ مصحف عثمانی کے نام سے لکھوایا اور یہی نسخہ مستند و معتبر اور قدیم سے رائج چلا آتا ہے۔ اس ضمنی تشریح کے بعد اب پھر میں تدوین حدیث کو بیان کرتا ہوں۔

احادیث کے جمع کرنے کا کام آنحضرتؐ کے عہد مبارک میں بھی ہوتا رہا چنانچہ محدثین نے بیان کیا ہے کہ بعض صحابہؓ احادیث کے گلدستے تیار کرتے رہے۔ مگر اس خوف سے کہ قرآن مجید سے اختلاط نہ ہو جائے باقاعدہ تحریر میں نہیں لائی جاتی تھیں۔ جب صحابہؓ کا دور ختم ہو چکا اور حفاظِ حدیث اُفقِ دُنیا سے غروب ہونے لگے۔ تو خلیفہ عمر بن عبد العزیز اموی رحمہ نے عہد کے ایک جید عالم ابو بکر بن محمد بن حزم کو لکھا کہ احادیث کی تدوین کا کام شروع کیا جائے۔ اس فرمان کے جاری ہونے سے دُنیائے اسلام میں وسیع پیمانہ پر تدوینِ احادیث کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ سب سے اوّل ربیع بن صبیح، سعید بن ابو عروبہ اور دوسروں نے باب وار ایک ایک مستقل رسالہ لکھا۔ پھر کسی نے بطور مسانید اور کسی نے ابواب فقہی کی رعایت سے ضخیم کتابیں مدون کیں۔ حتیٰ کہ علم حدیث کا دامن مالا مال ہو گیا۔ مگر اوّلیت کا شرف مؤطا امام مالک کو حاصل ہے۔ مؤطا کے علاوہ مسانید امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل رحم بھی مشہور مجموعہ ہائے احادیث ہیں۔ ان کے علاوہ مستدرک حاکم، مسند دارمی، سنن دار قطنی، سنن کبریٰ بیہقی، الادب المفرد بخاری، اور فردوس دیلمی، ایسی کتب بھی قابل ذکر ہیں۔ مگر احادیث کے وسیع ذخیرے میں صحاح ستہ کا مقام و مرتبہ نہایت وسیع اور انہی کے حوالوں کو مستند و معتبر مانا جاتا ہے۔ اب قدرے اختصار سے ان مرقعوں اور ان کے مؤلفین کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ جامع بخاری:۔ اس کے مؤلف و مصنف امام محمدؒ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ہیں۔ کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ بروز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے اسی لئے آپ بخاریؒ کے نام سے مشہور ہیں امام بخاریؒ کو احادیث یاد کرنے کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ چنانچہ دس گیارہ سال کی عمر میں یہ حالت تھی کہ مکتب میں جہاں حدیث کے الفاظ سنے ذہن میں ازبر کر لئے۔ مکتب سے فراغت پائی تو بخارا کے ایک عالم حدیث داخلی کی صحبت میں بیٹھنے لگے۔ امام بخاریؒ حد درجے کے ذہین و فطین تھے۔ ایک روز داخلی اپنے نسخے سے لوگوں کو احادیث سنا رہے تھے کہ ان کی زبان پر ایک روایت کی سند کے کچھ نام ترتیب ... میں درست جاری نہ ہوئے بخاریؒ نے وہیں روک دیا مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا بخاریؒ نے کہا آپ اصل نسخے میں دیکھیں۔ چنانچہ جب داخلی نے اصل سے موازنہ کیا تو بخاریؒ کا قول درست نکلا امام بخاری جب سولہ سال کی عمر کو پہنچے تو عبد اللہ بن مبارک کی تمام کتب انہیں ازبر ہو چکی تھیں۔ اس کے بعد حج کے لئے تشریف لے گئے۔ حج سے فراغت پانے کے بعد ارض حجاز میں ہی قیام فرمایا اور حدیث کی تالیف و تصنیف کا آغاز کیا۔ رفتہ رفتہ چھ لاکھ حدیثوں کا ذخیرہ فراہم کیا۔ آخر اس ذخیرے سے انتخاب شروع کیا۔ ہر روایت کو جرح و تعدیل کے اصول پر پرکھا اور جو صحیح ترین تھیں انہیں پر اکتفا کیا۔ امام بخاری رح کے تذکرہ میں مرقوم ہے کہ جب کسی حدیث کو لکھنے کا ارادہ کرتے تو اوّل غسل کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر اُسے ضبط تحریر میں لاتے۔ چنانچہ سولہ سال کے طویل عرصے میں اپنی جامع کو مکمل کیا۔

امام بخاریؒ کی حسن نیت نے اس کی جامع کو پسندیدگی عام کے خطاب سے ممسوخ کیا اس قدر کہ ان کی زندگی میں تقریباً نوّے ہزار لوگوں نے آپ سے بلا واسطہ صحیح بخاری کی ... ... کا حلیہ پہنایا کہ اس جامع نے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا لقب پایا۔ یعنی قرآن مجید کے بعد اگر کوئی کتاب اپنی صحت کے اعتبار سے حجت ہو سکتی ہے تو وہ امام بخاریؒ کی جامع صحیح ہی ہے۔

۲۵۶ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کے متعلق کسی کا ایک قول خوب مشہور ہے۔ اس سے آپ کی پیدائش مدت العمر اور وفات کے سنین معلوم ہوتے ہیں۔

ولادتی صدق وعاش
حمیداً ومات فی نور

اس جملے میں صدق، حمید، اور نور کے کلمات میں ابجد کے حساب سے آپ کی ولادت، عرصۂ حیات، اور وفات کے سال بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ صحیح مسلم:۔ یہ مجموعہ اپنے مصنف امام مسلمؒ کے نام سے مشہور ہے امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپور میں تقریباً ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور خراسان کا ایک مشہور شہر ہے عرب کے مشہور قبیلہ بنی قشیر سے نسبت ہونے کی وجہ سے قشیری کہلاتے ہیں امام موصوف فن حدیث کے اکابر علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ابو زرعہ رازیؒ ابو حاتم نے انہیں محدثین کا پیشوا تسلیم کیا ہے۔ اس زمانہ کے بزرگوں میں سے امام ترمذی رح ابو بکر خزیمہؒ ابو حاتم وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔ امام مسلمؒ کی متعدد تالیفات ہیں۔ جو تحقیق و معلومات کے بیش قیمت ذخیرے ہیں۔ اپنی صحیح میں انہوں نے فن حدیث کے نوادرات و عجائبات بیان کئے ہیں۔ روایت کے معاملے میں آپ اتنے محتاط ہیں کہ اس میں کلام کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسانید کی تلخیص میں آپ کا مجموعہ بے مثل ہے۔ حافظ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے:۔

ما تحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم

یعنی فن و اصول حدیث میں امام مسلمؒ کی صحیح سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں ہے بعض مستشرقین مغرب کا بھی یہی خیال ہے۔ اس لئے کہ امام مسلمؒ نے اپنی تالیف میں صرف ایسی روایات کو شامل کیا ہے جن کے راوی معتبر ثقہ تابعی اور وہی صحابی ہوں۔ اور اسی شرط کے ساتھ روایت کا سلسلہ ان تک پہنچتا ہے۔ صحیح مسلم کے اس معیار پر اترنے کے باوجود جمہور علماء حدیث نے جرح و تعدیل کے بعد بخاری شریف کو ہی اصح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ کے بیان میں آ چکا ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ امام مسلمؒ نے نہایت تورع اور احتیاط سے اپنی سنی ہوئی تین لاکھ احادیث سے اپنی صحیح کو انتخاب کیا ہے۔ امام مسلمؒ کے کردار میں حد درجہ پختگی پائی جاتی ہے عمر بھر کسی کی غیبت نہیں کی، نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا نہ گالی دی۔ صحیح و سقیم روایت کے امتیاز میں انہیں کمال حاصل تھا۔ اس کی

وجہ یہ ہے کہ انہوں نے تمام روایات براہِ راست سُنی ہیں۔

آپ نے سنہ ۲۶۱ھ میں انتقال فرمایا۔ حافظ عبدالرحمان بن علی یمنی، جو اس دور کے جید علماء میں شمار ہوتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ جب امام مسلمؒ نے رحلت فرمائی۔ تو لوگوں نے امام بخاری رح اور امام موصوف کے متعلق تنازع کیا کہ ان دونوں میں سے مرتبے میں کون مقدم ہے؟ حافظ صاحب نے اس امرِ متنازعہ کو اس طرح حل کیا کہ روایت کی صحت کے بارے میں امام بخاری رح سرخیِ آخر ہیں تو ترتیبِ ابواب میں امام مسلمؒ۔ بہرحال بخاریؒ کے پہلو بہ پہلو ہی مسلم کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

۴۔ سُننِ ابی داؤد۔ ابوداؤد سنہ ۲۰۲ھ میں سجستان میں پیدا ہوئے سجستان کا دوسرا نام سیستان ہے۔ یہ علاقہ افغانستان اور ایران کے درمیان واقع ہے۔ آپ نے حصولِ علم کے بعد حدیث کی تدوین کے شوق میں عراق، شام، مصر اور حجاز کے علاقوں کا سفر کیا۔ بالآخر بصرہ میں قیام فرمایا اور وہیں سنہ ۲۷۵ھ میں رحمتِ حق سے پیوست ہوئے۔

کتب احادیث میں صحیحین بخاری رح و مسلم رح کے بعد اگر وقعت رکھتی ہے تو وہ سُننِ ابی داؤد ہے۔ یہ کتاب نہایت بلند پایہ اور تحقیق و تدقیق سے مرتب کی گئی ہے ابوداؤدؒ امام احمد بن حنبلؒ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ حفظِ حدیث، اتقانِ روایت، احتیاط اور جرح و تنقید کے سلسلے میں نہایت ثقہ محدثین کی فہرست میں شامل ہیں۔ روایت میں اس کا مقام اتنا محتاط ہے کہ خود ان کے استاد امام احمد بن حنبل رح نے بھی بعض احادیث ان سے روایت کی ہیں۔ اپنی سُنن کی تالیف و تصنیف سے پہلے پانچ لاکھ احادیث کا ذخیرہ فراہم کیا۔ انتخاب کر کے اپنی سُنن استاد کے حضور پیش کی۔ تو استاد نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ آپ کو احادیث کی تدوین کا شوق جنون کی حد تک پہنچا تھا۔ چنانچہ ان کے معاصر موسیٰ بن ہارون کا قول ہے کہ "ابوداؤدؒ دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔"

ابوداؤد کے انتخاب میں صرف ایسی احادیث شامل ہیں جو صحیح یا حسن کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سُنن کو صحاح ستہ میں تیسرا درجہ حاصل ہے۔ ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ تقویٰ و طہارت اور زہد و ورع میں بھی ایک بلند مقام پر فائز تھے۔ بعض علماء کی رائے میں "کتاب اللہ کے بعد اصلِ اسلام سُننِ ابی داؤد ہے۔"

۵۔ جامع ترمذی۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن موسیٰ اس کے مؤلف ہیں۔ آپ تقریباً سنہ ۲۰۹ھ میں ترمذ میں پیدا ہوئے شہرِ ترمذ دریائے جیحون کے کنارے ملکِ ایران میں واقع ہے ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ علمِ حدیث کی طلب میں آپ نے خراسان، بصرہ، کوفہ اور حجاز کا سفر کیا۔ متعدد کتب آپ کی یادگار ہیں۔ مگر جامع ترمذی کے نام سے احادیث کا مجموعہ خاص شہرت کا حامل ہے۔ اگرچہ یہ انتخاب دیگر کتب احادیث کے سامنے نہایت مختصر ہے۔ مگر اپنی جامعیت کے اعتبار سے اسم بامسمّیٰ ہے۔ اول اس لئے کہ اس کی ترتیب عمدہ اور روایات کا تکرار نہیں ہے۔ دوم اس وجہ سے کہ فقہا کا مذہب مع الاسنۂ دلائل بیان کرتے ہیں۔ سوم اس لئے کہ حدیث کی اقسام صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور معلل وغیرہ کو بالتصریح لکھا ہے۔ چہارم رواۃ کے اسماء اور کنیتوں کے علاوہ ان فوائدِ ضروریہ کو بھی ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔ جن کا تعلق علم الرجال سے ہے۔

امام ترمذیؒ حفظِ حدیث میں معتبر اور اپنے استاد امام بخاریؒ کے صحیح جانشین ہیں۔ اور حافظے اور ذکاوت میں انتہائی مدارج پر فائز تھے۔ ترمذیؒ نے بلا کی ذہانت پائی تھی جو حدیث ایک مرتبہ سن لیتے اُسے لوحِ قلب پر نقش کر لیتے۔ ان کا سینہ احادیث کا گنجینہ و دفینہ تھا۔ انتہائی محنت اور سعیِ بلیغ سے اپنی جامع کو تالیف کیا۔ تکمیل کے بعد اول علمائے حجاز سے سندِ قبول حاصل کی، اور پھر یکے بعد دیگرے عراق و خراسان کے آئمہ حدیث سے خراجِ تحسین وصول کیا۔ امام ترمذیؒ کا قول ہے کہ جس گھر میں میری جامع موجود ہو اس میں پیغمبر علیہ السلام ہی ہم کلام فرماتے ہیں۔

آپ نے سنہ ۲۷۹ھ میں وطنِ مالوف ترمذ میں رحلت فرمائی اور اسی سرزمین میں آخری آرامگاہ بھی ہے۔

۵۔ سُننِ نسائی۔ یہ مجموعۂ احادیث سلسلۂ صحاح کی پانچویں کڑی ہے اور اس کے مؤلف ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان ہیں۔ سنہ ۲۱۴ھ میں خراسان کے مردم خیز خطے کے شہر نسا میں پیدا ہوئے۔ علمِ حدیث کے ارکانِ ستہ میں سے ایک رکنِ رکین ہیں۔ خراسان سے نکلے تو بلادِ اسلامیہ میں پھرتے پھراتے حجاز تک پہنچے۔ اپنے زمانے کے اکابر علماء و مشائخ کی صحبت اختیار کی۔ پندرہ سال کی عمر میں قتیبہ بن سعید بلخی سے علمِ حدیث درس لیا۔ مذہباً آپ شافعی خیالات کے حامی تھے۔ سنن ابوداؤد پر ہمیشہ قائم رہے آپ کے مجموعے میں زیادہ تر صحیح اور حسن احادیث شامل ہیں۔

آپ کی ایک تصنیف "مناقبِ مرتضویؓ" ہے۔ دراصل یہ کتاب آپ کے لئے پیغامِ اجل ثابت ہوئی۔ ایک روز آپ دمشق میں اسے سُنا رہے تھے کہ لوگوں نے آپ سے مناقبِ معاویہؓ کے متعلق سوال کیا۔ امام نسائیؒ نے جواب دیا۔ معاویہؓ کیلئے یہی کافی ہے کہ برابر برابر چھوٹ جائیں۔ اتنا کہنا تھا کہ لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ کا اتہام لگانے کے بعد انہیں خوب زدوکوب کیا۔ خادم اُٹھا کر گھر لائے تو فرمایا "مجھے مکہ معظمہ پہنچا دو میں وہاں مرنا پسند کرتا ہوں؟" چنانچہ ان کے ارشاد کی تعمیل میں انہیں مکہ لے جایا گیا اور وہیں سنہ ۳۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔ صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان آپ کو دفن کیا گیا۔ سُننِ نسائی کی بدولت آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

۶۔ سُننِ ابنِ ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابنِ ماجہ اس کے مرتب و مؤلف ہیں۔ سنہ ۲۰۹ھ میں عراق کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے۔ ماجہ آپ کی والدہ کا نام تھا۔ اور اسی کی نسبت سے ابنِ ماجہ کنیت اختیار کی۔ دنیائے حدیث میں "ابنِ ماجہ" کے نام سے معروف ہیں۔ اصلی نام محمد بن یزید ہے مگر وہ اتنا معروف نہیں ہے۔ ابنِ ماجہ نے بہت سی کتب تالیف کی ہیں۔ انہیں میں سے ایک زیرِ نظر مجموعۂ سُنن ہے جس کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔

جب ابنِ ماجہؒ اپنی سُنن کی ترتیب و تالیف سے فارغ ہوئے۔ تو اُنہوں نے اپنے زمانے کے معروف عالم ابوزرعہ رازی کے سامنے اُسے لے جا کر رکھا۔ علامہ ابوزرعہ نے سُننِ ابنِ ماجہ دیکھ کر فرمایا۔ "میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب اہلِ ذوق و نظر کے ہاتھوں میں آگئی تو حدیث کی مروجہ و متداولہ تصنیفات میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔" اس تبصرے سے پتہ چلتا ہے کہ امام ابنِ ماجہ کی سُنن کس پائے کی تصنیف ہے؟

فنِ حدیث کی تحصیل کے لئے امام ابنِ ماجہ نے متعدد شہروں کا سفر کیا۔ علومِ حدیث کے اصول و فروع پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ہر روایت کڑی تنقید کے بعد اپنی سُنن میں جگہ دیتے۔ آپ نے اپنے زمانے کے اکابر علماء سے درس لیا۔ ابراہیم بن منذر، ابنِ نمیر اور ابوبکر بن ابی شیبہ کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ابنِ ماجہؒ نے سنہ ۲۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔

یہ رہا صحاحِ ستہ اور ان کے مؤلفین کا مختصر بیان۔ اب میں علمِ حدیث سے متعلق بعض دیگر امور زیرِ بحث لاتا ہوں تاکہ احادیث کے مطالعہ کے دوران ان پر نظر رکھی جا سکے اور اصطلاحات کا تعارف کرایا جاتا ہے جن کے بغیر علمِ حدیث کا سمجھنا دشوار ہے۔

۱۔ متواتر۔ ایسی روایت جس کے راوی کثیر ہوں اور ان کی کثرت ابتداء سے انتہا تک قائم رہے۔

۲۔ مشہور۔ ایسی روایت جس کے ہر طبقے میں کم از کم تین راوی فرد ہوں۔

۳۔ عزیز۔ ایسی روایت جس کے ہر طبقے میں کم از کم تین راوی فرد ہوں

۴۔ غریب۔ ایسی روایت جس کے کسی طبقے میں صرف ایک ہی راوی رہ جائے

۵۔ ہر روایت کی عبارت دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ اول اسناد دوم متن۔ اسناد۔ راویوں کے سلسلہ وار نام اسناد کہلاتے ہیں۔ متن۔ راوی کے ناموں کے علاوہ متن کہلاتی ہے۔

مثلاً۔ حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابوالزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ۔ اس حصہ کو جو طبقاتِ رواۃ پر مشتمل ہے۔ اسناد کہتے ہیں۔ اس کے بعد روایت کے الفاظ

أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ — الی آخر الروایۃ متن کہلاتا ہے

۶۔ اسناد کے لحاظ سے روایت کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مرفوع۔ ایسی روایت کو کہتے ہیں جس کی اسناد کا سلسلہ آنحضرت صلعم تک پہنچے اور صحابی کہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی یا آپ نے یہ فرمایا یا اس سے ملتے جلتے کچھ اور الفاظ ہوں۔

۲۔ موقوف۔ ایسی روایت کو کہتے ہیں جس کی اسناد کا سلسلہ صحابی تک پہنچا ہو اور وہ اپنے الفاظ میں مضمون کو بیان کر رہا ہو۔

۳۔ مقطوع۔ ایسی روایت، جس کی اسناد کا سلسلہ کسی تابعی پر ختم ہو جائے۔ اور وہ اپنے الفاظ میں مطالب ان سے روایت کرے۔

۷۔ صحابی۔ وہ شخص جسے بحالتِ ایمان آنحضرتؐ سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا ہو اور پھر ایمان کی حالت میں فوت ہو گیا ہو بعض لوگ رویت یعنی دیکھنے کو شرط قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ اس سے نابینا لوگ زمرۂ صحابہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔

۸۔ تابعی۔ وہ شخص جسے بحالتِ ایمان کسی صحابی کی ملاقات نصیب ہو اور پھر حالتِ ایمان میں فوت ہو گیا ہو۔ اس میں بھی رویت یعنی شرط نہیں ہے

(باقی)

نائیجیریا (مغربی افریقہ) میں آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تقاریر ۔ پریس کانفرنسوں میں شرکت ۔ لٹریچر کی وسیع ترسیل و اشاعت

مختلف پبلک جلسوں میں شمولیت ۔ شہرۂ آفاق مؤرخ پروفیسر ٹائن بی سے ملاقات

معزز مہمانوں کی آمد ۔ IJEBU-ODE میں نئے مشن ہاؤس کی تعمیر

خلاصہ تبلیغی رپورٹ از یکم جنوری تا ۲۱ مارچ ۱۹۶۴ء

از مکرم ڈاکٹر محمد نسیم سیفی صاحب رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تقاریر

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار کو متعدد بار ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تقاریر کا موقعہ ملا۔ ٹیلی ویژن پر روزوں کے متعلق ایک پروگرام دکھایا گیا جس میں چار اشخاص نے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ اس پروگرام میں خاکسار نے بھی حصہ لیا۔ اس کے علاوہ ٹیلی ویژن پر ایک تقریر کا موقعہ ملا۔ اس تقریر کا موضوع "روزوں کا اخلاقی پہلو" تھا۔

ریڈیو پر ایک خطبہ ... کی مسجد سے نشر ہوا۔ خاکسار نے صدقۃ الفطر پر ایک تقریر کی۔ عید کے روز عید کا پیغام نشر ہوا۔ ہماری عید کے خطبہ کا خلاصہ بھی عید کی خبروں میں نشر کیا گیا۔ ایک دفعہ مستقل پروگرام آپ کے سوالات کے جوابات نشر ہوا۔ اسی عرصہ میں ہمارے سیکرٹری صاحب MR. I R A OTULE نے مشن کی گذشتہ چھ ماہ کی کارروائی کا خلاصہ ریڈیو سے نشر کیا۔ خاکسار نے تین دفعہ ریڈیو پر قرآن کریم کی تلاوت کی۔

اس کے بعد جماعت کے جن احباب نے ریڈیو پر مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ برادرم مکرم عبدالمجید صاحب بھٹی پرنسپل مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج مسٹر ... S. O ہیڈ ماسٹر فضل عمر احمدیہ لیگوس۔ مسٹر ایم۔ بی ایچ اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری احمدیہ مشن نائیجیریا۔ مسٹر عبدالسلام اولاتُنڈے (OLATUNDE) اور مسٹر ... الیاس۔

پریس کانفرنس میں شرکت

ایک روسی وفد کی پریس کانفرنس میں شرکت کی گئی۔ اور ان سے روس میں مذہب کے متعلق استفسارات کئے۔ اخباروں نے اور ریڈیو نے خاکسار کے سوالات کا خاص طور پر ذکر کیا۔ پریس کانفرنس کے بعد بعض اخبار نویسوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ... نے ... سوالات کے صحیح جوابات نہیں

دینے سے گریز کیا ہے۔ ایک نمائندے نے تو کہا کہ روس میں مذہب کی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بار بار کہنے کی کوشش کی کہ چونکہ وہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں اس لئے اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہاں مذہب کو مکمل آزادی ہے۔

... کے ایک وفد کی پریس کانفرنس میں شرکت کی اور ان سے ان کے علاقہ میں احمدیت کے ساتھ حکومت کے سلوک کے متعلق سوالات کئے گئے۔ سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ انہوں نے انہی سوالات کے جواب دیئے۔ اور کہا کہ مسلمانوں کے متعلق قانون بنانے سے قبل مسلمان علماء سے مشورہ لے لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ریڈیو نائیجیریا نے اپنے سالانہ رسالے میں (جس میں سال بھر کی رپورٹ شائع ہوتی ہے) مسٹر نامر تکلسکی (جرمن) کی تصویر شائع کی یہ صاحب گذشتہ سال نائیجیریا تشریف لائے تھے۔ اور نیوز ڈیپارٹمنٹ والوں نے ان کا انٹرویو لیا تھا اور ریڈیو سے انہوں نے ایک تقریر بھی نشر کی تھی۔

خاکسار کافی عرصہ سے یہاں کے دو روزناموں کے ہفتہ واری کالم لکھتا ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک اور روزنامے نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس کے لئے بھی کالم لکھا کروں۔ چنانچہ ان تین روزناموں کیلئے ہر ہفتہ ایک ایک کالم لکھنا پڑتا ہے۔ ان میں سے ایک اخبار لیگوس میں چھپتا ہے ایک کانو سے اور ایک ... سے

ان کالموں کے ذریعہ قارئین کو عام معلومات بہم پہنچانے کے علاوہ ایک فائدہ بھی ان سے اٹھایا جاتا ہے کہ گاہے گاہے ان میں اعلان کیا جاتا ہے کہ لوگ ہم سے سوال پوچھیں اور تبلیغ کے سلسلہ میں ہم سے مفت لٹریچر حاصل کریں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بھی خطوط ملتے رہتے ہیں۔

لٹریچر کی وسیع ترسیل و اشاعت

گذشتہ ایام میں ایک عیسائی مشن (امریکہ) کی طرف سے شائع شدہ ایک پمفلٹ ملا۔ جس کا عنوان ہے "میں کونسا راستہ اختیار کروں"۔ اور اس میں اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سابق امیر و مبلغ انچارج غانا کے ایک پمفلٹ کا حوالہ بھی اس میں دیا گیا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے پمفلٹ شائع کرنے والوں کو اپنا لٹریچر بھیجا۔ اور اخبار "ٹروتھ" بھی باقاعدگی کے ساتھ بھیجنا شروع کر دیا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ان لوگوں نے مجھے خط لکھا کہ میں اپنا اخبار ان کو ہرگز ہرگز نہ بھیجوں۔ اور کہ وہ ہمارے خیالات کو سراسر غلط سمجھتے ہیں۔

ٹیلی ویژن کے پروگرام ڈائریکٹر جو امریکہ میں ہیں کو اپنا لٹریچر بھیجا۔ جس پر انہوں نے نہایت خوشی کا اظہار کیا۔

جاپان میں نئے قائم شدہ احمدیہ مشن کو بذریعہ ہوائی ڈاک اپنا لٹریچر بھیجا۔ اور کیلنڈر بھی۔ مسٹر نور احمد تکاگی نے جو اس مشن کے لیڈر ہیں لٹریچر اور کیلنڈر کی وصولی پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ امید ہے کہ وہ اس سے بہت زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔

برادرم مولوی مبارک احمد صاحب ساقی مبلغ لائبیریا کے کہنے پر کانگو میں فرنچ زبان میں لٹریچر بھیجا۔

نائیجیریا میں ایک ملٹری سکول کے طلباء نے ہمارے لٹریچر میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ چنانچہ ان کو ضروری کتب ارسال کی گئیں۔

انگلستان سے ایک عورت نے ہمیں خط لکھا کہ ہمارا لٹریچر ان کے کسی دوست نے ان کو دکھایا ہے۔ اور چونکہ وہ مذاہب کے مقابلہ میں دلچسپی رکھتی ہیں۔ اس لئے انہیں بھی لٹریچر دیا جائے۔ چنانچہ ضروری کتب ان کو ارسال کی گئیں۔

اس کے علاوہ نائیجیریا کے قریباً ۸۰ ریڈنگ رومز کو اخبار مہیا کیا گیا۔ اور مشن ہاؤس میں آنے والے دوستوں کو بھی حسب موقعہ مشن کا لٹریچر دیا گیا۔

عرصہ زیر رپورٹ میں تین پمفلٹ He Came to Reform، One Message یوربا زبان میں Five Points چھپوائے گئے۔

تیسرے پمفلٹ کے متعلق یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ اس کا ذکر امریکہ کے مشہور اخبار Time میں بھی آچکا ہے جہاں یہ بات وضاحت سے بیان کی گئی تھی کہ اس کے پانچ نکات یہ ہیں کہ مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں تھے۔ وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ وہ دوبارہ جی نہیں اٹھے تھے۔ وہ آسمان پر نہیں گئے تھے اور وہ بذات خود کسی ... میں نہیں آئیں گے۔

ان پمفلٹوں کے علاوہ نائیجیریا مشن کا ایک البم بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ جو امید ہے عنقریب تیار ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

پبلک جلسوں میں شمولیت

رمضان کے دوران خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے گئے۔ جواب دینے والوں میں مکرم ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب، مولوی رشید الدین صاحب اور لیگوس کی جماعت کے M. I. D Olakadana شامل تھے۔ یہ جلسہ نہایت دلچسپ رہا۔ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت کی۔

برادرم مولوی منیر احمد صاحب عارف کی آمد پر استقبالی جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی صاحب موصوف کو جماعت کے سرکردہ احباب سے متعارف کرایا گیا۔

مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی نے تین جلسوں میں شرکت کی گئی۔ اور تینوں جلسوں میں تقاریر بھی کیں۔ ایک جلسہ نے اختتام پر سوسائٹی کے فیڈرل سیکرٹری نے حاضرین کو بتایا کہ خاکسار نے اس سوسائٹی کے آغاز میں سے (جو آج سے دس سال قبل کی بات ہے) اس کی راہنمائی میں مدد کی ہے اور کہ وہ توقع رکھتے ہیں کہ پاکستان واپسی کے بعد بھی خاکسار ان کی سوسائٹی میں دلچسپی لیتا رہے گا۔ اور وہاں سے ضروری اور مفید کتب ان کو بھجواتا رہے گا۔

پروفیسر ٹائن بی سے ملاقات

پروفیسر آرنلڈ ٹائن بی جو انگلستان کے ...

مشہور مورخ ہیں نے نیگوس یونیورسٹی میں ایک لیکچر دیا جس کا عنوان تھا "مغربی تہذیب کی خامیاں" لیکچر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا تھا۔ چنانچہ خاکسار نے بھی ایک سوال پوچھا۔ خاکسار نے بھی ایک سوال پوچھا۔ خاکسار کا سوال یہ تھا کہ عام طور پر عیسائی مغربی تہذیب کو عیسائیت کا شاہکار بتاتے ہیں۔ آج آپ نے مغربی تہذیب کی خامیوں کی طرف توجہ دلائی ہے کیا آپ اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ کہ ان خامیوں میں عیسائیت کی تعلیم کا کہاں تک دخل ہے؟

پروفیسر صاحب موصوف میرے اس سوال سے نہ صرف متاثر ہوئے بلکہ انہوں نے لیکچر کا انتظام کرنے والوں سے کہا کہ موقعہ ملنے پر وہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والا احمدی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی روز شام کے وقت ان کے اعزاز میں اردن کے سفیر نے ایک دعوت کی ہوئی تھی جس میں خاکسار بھی مدعو تھا۔ خاکسار کے وہاں پہنچتے ہی لیکچر کے ناظمین میرے پاس آئے کہ پروفیسر صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار ان سے ملا اور احمدیت کے متعلق گفتگو ہوئی۔

قاہرہ میں اسلامک ریسرچ کی اکیڈمی کے سنگ بنیاد رکھے جانے کی تقریب کے سلسلے میں نیگوس سے بھی ایک صاحب مدعو تھے ان کے لئے ایک الوداعی پارٹی خاکسار نے شرکت کی اور جلسہ کی افتتاحی دعا کرائی۔ دعا کے پروگرام کے دوران خاکسار نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ ریسرچ دراصل مسلمانوں ہی کا کام ہے۔ کیونکہ قرآن کریم بار بار اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ تم زمین و آسمان پر غور کرو۔

معزز مہمانوں کی آمد

عرصہ زیر رپورٹ میں مولوی منیر احمد صاحب عارف پاکستان سے تشریف لائے آپ اس سے پہلے برما میں بطور مبلغ کام کرچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کا نائیجیریا میں تقرر ہر رنگ میں بابرکت ثابت ہو۔

آنریبل امری نجیری صاحب جو تانگا نیکا کی حکومت میں وزیر انصاف ہیں وہ ایک میٹنگ کے سلسلہ میں نائیجیریا تشریف لائے یہاں قیام کے دوران انہوں نے ایک خطبہ جمعہ پڑھایا۔ اور احباب جماعت کو نہایت مفید ہدایات دیں

غانا سے برادرم محمد اکرم صاحب ایل تشریف لائے ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ صاحبہ بھی تھیں جو نائیجیریا میں مقیم اپنے بھائی یسین ہیل صاحب سے ملنے آئی تھیں یہیل نائیجیریا کے شمالی علاقے میں رہتے ہیں۔ چنانچہ ایل صاحب وہاں جاتے ہوئے بھی اور وہاں سے واپسی پر بھی لیگوس میں ایک ایک دو دو روز ٹھہرے۔

نئے مشن ہاؤس کی تعمیر

اجیبو روڈے خدا تعالیٰ کے فضل سے IJEBU - ODE میں نیا مشن ہاؤس تعمیر کیا گیا ہے جماعت نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں اس کا افتتاح کروں۔ چنانچہ خاکسار بمع فیملی مکرم عبد المجید صاحب بمع فیملی۔ اور ڈاکٹر حریف شاہ صاحب وہاں گئے۔ یہ تقریب نہایت دلچسپ رہی۔

خاکسار کی وہاں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں کی جماعت نے خاکسار کو الوداعی ایڈریس بھی پیش کیا۔ جس کے جواب میں خاکسار نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ محمدی مسیح موسوی مسیح سے شان میں بڑا ہونے کی وجہ سے ہماری جماعت کے لئے عیسائیوں سے بہت زیادہ ترقیات ہیں لیکن ہمیں اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ بات ہم پر بہت بڑی ذمہ داریاں بھی عائد کرتی ہے ہمیں اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنا چاہیئے اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اس مشن ہاؤس کے بنانے میں برادرم فضل احمد صاحب افضل کا کافی ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ اجیبو اوڈے کی جماعت افضل صاحب کی جملہ کوششوں کو نہایت ممنونیت کے ساتھ دیکھتی ہے اور ان کی قدر کرتی ہے خاکسار نے جملہ دفتری امور سرانجام دیئے۔ اخبار ٹرتھ باقاعدگی کے ساتھ ہر ہفتہ شائع کیا۔ سکولوں کی نگرانی کی۔ لیگوس میں فجر کی نماز کے بعد باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کا درس دیا جاتا رہا اور مغرب اور عشاء کے درمیان جماعت کے کاموں کے متعلق احباب جماعت سے مشورے ہوتے رہے ان کے سوالوں کے جواب دیئے جاتے رہے۔ نماز۔ دعائیں اور احادیث یاد کرائی جاتی رہیں

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن طریق پر دنیا کی خدمت کی توفیق دے اور ہماری حقیر کوششوں کے بہترین نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

مشن کے تبلیغی کام کے علاوہ یہاں دو ڈسپنسریاں بھی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احسن طریق پر خدمت خلق کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں ڈاکٹر صاحبان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ

مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۶۴ء کو جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام نہ ہو سکا۔ مگر تبلیغ ضرور ہوئی۔ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۴ء کو مسجد احمدیہ بانڈی پورہ میں یہ تقریب منائی گئی۔ صدر غلام احمد شاہ صاحب مبلغ تھے۔ تلاوت عبد الغنی صاحب بانڈے نے کی۔ نظم عبد الرؤف صاحب بیر نے پڑھی۔ اس کے بعد مولوی غلام احمد شاہ صاحب نے قرآن مجید کی آیات اور مندرجہ مذاہب اور حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے تحریر کردہ اشعار سے احمد نام کی توضیح کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی وضاحت بیان فرمائی۔ اور ثابت کیا کہ نام اور کام دونوں سے ثابت ہو گیا کہ وہ دور جس ابراہیم کی تلاش میں تھا۔ وہ حضور کی ہی ذات تھی۔ ان کے بعد مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ نے شمس و قمر کے نشان اور دیگر احادیث کی پیشگوئیوں سے ثابت کیا کہ حضور ہی ان کے مصداق تھے۔ حضرت امیر المومنین کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا پر جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

خاکسار عبد الغنی بانڈے سیکرٹری مال مندرجی کشمیر

رشی نگر

مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۴ء کو جماعت احمدیہ رشی نگر نے مسجد احمدیہ میں زیر صدارت عبد الرحمٰن صاحب ایچ۔ بی۔ اے جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت عبد الغنی صاحب گنائی نے کی۔ نظم حبیب اللہ صاحب گنائی نے درثمین سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد عبد المجید صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب جماعت نے اور مقامی مبلغ مولوی غلام احمد شاہ صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے مختلف عنوانات پر تقریریں کیں۔ اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار

عبد اللہ واعظ سیکرٹری تبلیغ رشی نگر کشمیر۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کیلئے اجتماعی دعا اور صدقہ

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے اجتماعی دعاؤں اور صدقات کی جو تحریک کی تھی۔ اس کی تعمیل میں خدام الاحمدیہ بھدرک کے چند مخلص خدام نے ایک ہی رات میں تقریباً پچاس روپے نقد جمع کر لئے۔ دوسرے دن بھی وصولی چندہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد ایک بکرا خرید کر کے صدقہ دیا گیا۔ باقی رقم مستحقین میں تقسیم کی گئی۔

انفرادی اور اجتماعی دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے حضور انور کو صحت و تندرستی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار

سید محمد زکریا احمدی صدر جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ)

شذرات

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

جوع الارض

انسانوں کے امراض کہنہ میں ایک بیماری "جوع الارض" کہلاتی ہے۔ اس بیماری کی خاص خاصیت یہ ہے کہ یہ عموماً طاقتور، صحت مند اور طاقتور جو صد آدمیوں پر حملہ آور ہوتی ہے۔ ایسے گو فداترس، خاکسار اور انسان دوست آدمیوں سے سخت نفرت ہے۔ یہ بیماری جس کو لگ جاتی ہے وہ شیر کی طرح دھاڑنا اور ہاتھی کی طرح چنگھاڑنا شروع کر دیتا ہے۔ مگر وہ محض شیر اور ہاتھی بننے پر قناعت نہیں کرتا بلکہ شیروں میں مردم خور شیر اور ہاتھیوں میں انسان دشمن ہاتھی بنتا ہے۔ اولاد آدم کی بستیوں پر اس کا حملہ اسی طرح ہوتا ہے۔ جیسے ٹڈی دلوں کا سرسبز کھیتوں اور ہرے بھرے درختوں پر۔ جب اس کو اپنے گھر میں خوراک کی قلت محسوس ہوتی ہے یا اپنی قوم کے لئے "اپنا گھر" تنگ معلوم ہوتا ہے تو اپنے کنبے اور قبیلے کے ساتھ دوسروں پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

اس مرض کا کیا علاج ہے؟ بعض لوگ اس کا علاج حکمائے یونان، طبیبوں کے قرابادین اور عطاروں کے خواص الاشیاء میں ڈھونڈتے ہیں۔ مگر اس مرض کا حکیموں اور ڈاکٹروں کی کتابوں میں نام و نشان نہیں۔ یہ مرگی ہے نہ پاگل پن نہ مالیخولیا جس کو یہ روگ چمٹ جاتا ہے۔ وہ تو بڑے عقل، صبر اور دانش مندی کا مالک ہوتا ہے۔ اسے پانی یا آگ دیکھ کر مرگی کا دورہ کیا پڑے گا وہ تو دن رات آگ اور پانی سے کھیلتا ہے۔ اگر آپ ایسے مریض کو کسی ہسپتال لے جائیں تو ڈاکٹر فوراً اس کو نہایت صحتمند و توانا آدمی قرار دے گا۔ اس کی نظر میں اس کی تندرستی قابل رشک سمجھی جائے گی۔ آپ یہ خیال نہ کریں کہ ڈاکٹر علاج سے گریز کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ بیماری خالص سیاسی نوعیت کی ہے۔ اور ڈاکٹر بیچارہ جس کو زکام، سرطان اور تپ دق والے مریضوں کے علاج سے فرصت ہی نہیں۔ وہ اس سیاسی بیماری کا کیا علاج کرے۔

تاریخ کے ذریعہ ہم کو بہت سی ایسی قوموں کے نام معلوم ہیں۔ جن پر اس بیماری کا حملہ ہوا تھا۔ اور انہوں نے اڑوس پڑوس کے ملکوں کو تباہ کر ڈالا تھا۔

کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اس وقت بھی بعض قوموں پر یہ مرض حملہ آور ہوا ہے۔ نزدیک و دور کے ممالک اس سے دہشت زدہ ہیں۔ اسلامی آثار میں بھی پیلے اور کالے رنگ کی دو قوموں کا ذکر آیا ہے۔ جن کی نشاۃ ثانیہ اسلام اور پرامن ممالک کے لئے خطرے کا بگل ثابت ہو گی۔

جو لوگ آج کل کے حالات سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ چین کا افریقہ پر دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ دونوں "بنی الاصفر" اور "بنی الاسود" یعنی پیلی اور کالی قومیں ہیں اور اپنی حیات ثانیہ کے نشہ میں سرشار۔ ان حالات میں ہم امن پسندوں کو ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیئے۔

اللّٰھم لا تسلّط علینا من لا یرحمنا

مسئلہ اقلیت

اگر تو کہتے ہیں کہ مسئلہ کشمیر ہی ہند و پاک کے درمیان سب سے نازک مسئلہ ہے۔ لیکن ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں ممالک کے درمیان جو سب سے خطرناک مسئلہ ہے۔ وہ "مسئلہ اقلیت" ہے۔ عدل و انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ جمہوری طرز حکومت میں اقلیت و اکثریت کا مسئلہ ہی نہ ہوتا۔ مگر یہ بھی ایشیائی جمہوریت کی ایک جدت ہے کہ اس نے مسئلہ اقلیت کو جنم دیا ہے۔ اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہند و پاک کی حکومتیں اپنی اپنی اقلیتوں کو مقدس امانت کہنے لگی ہیں ۔۔۔ اس اصطلاح کی ایک تفسیر کریں۔ امانت چونکہ پرائی چیز ہوتی ہے تو کیا پاکستان میں ہندو اور ہندوستان میں مسلمان پرائی قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ان دونوں حکومتوں نے یہی خیال ہے پھر تو اقلیتوں کا خدا ہی حافظ۔

ترقی کی دوڑ

اس وقت ہمارا ملک ترقی کے میدان میں سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ فولاد کے کارخانوں اور چھوٹی بڑی مشینریوں کا ذکر کیا۔ اب تو یہ ایٹمی توانائی پر ریسرچ کر رہا ہے۔ ایٹمی بجلی گھر بنانے والا ہے۔ اور لگتا ہے کہ جلد ہی فضا میں مصنوعی سیارے بھی داغنے لگا ہے۔

اب رہ گیا مسئلہ خوراک تو ظاہر ہے کہ وزیر خوراک اور وزیر منصوبہ بندی نے گھر گھر خوراک کا ڈھیر لگا کر ہی دوسرے منصوبوں کی طرف توجہ کی ہو گی۔ یہ بات تو ہم سادہ لوح ہندوستانیوں کی سمجھ سے بہت دور ہے کہ کھیت تو پانی اور کھاد کی کمیابی سے سوکھ رہا ہو اور ہم منصوبے بنا رہے ہوں فضا میں مصنوعی سیارے داغنے کے۔

ہم جب ایک طرف اپنے ملک کی میدان ترقی میں یہ دوڑ دیکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ملک کی آبادی کا کتنے فیصد حصہ ان ترقیات سے مستفیض ہو رہا ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم ان ترقیات پر جشن چراغاں کریں یا اشک ماتم بہائیں۔ بجٹ سیشن کے ساتھ ساتھ پلاننگ کمیشن کا یہ اقرار کہ ہندوستان میں فی کس یومیہ آمد صرف تین آنے ہے۔ اور اس کے ساتھ محکمۂ خوراک کا یہ اعلان کہ ملک کی غذائی ضرورت پوری کرنے کے لئے ہر مہینہ غیر ممالک سے ایک کروڑ پچاس لاکھ ٹن غلہ منگانا پڑے گا۔ ان اعلانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی کی یہ دوڑ ہمارے ملک کی ہر روایات کے مطابق نہیں۔ بعض ممالک کی ریس میں ہم اس طرح دوڑ رہے ہیں کہیں اس پر یہ مثل صادق نہ آ جائے کہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا۔

قومی اتحاد و یکجہتی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں ملک کو اتحاد و یکجہتی کا راستہ دکھا کر گئے تھے۔ مگر اتنے دنوں تک آپ کی تجویز قابل توجہ نہیں سمجھی گئی۔ یہ بات مذہبی بلیٹ فارم سے جو پیش کی گئی تھی۔ لیکن جب جبل پور کے ہندو مسلم فساد کے بعد حکومت ہند کی طرف سے نیشنل انٹگریشن کی تحریک چلائی گئی۔ تو اس وقت ہم لوگوں نے سمجھا کہ بس ہماری مرادوں کے دن آ گئے۔ سارا ہندوستان شمالی و جنوبی ہند کے اسٹیج پر ہم لوگوں کی طرف سے جو دھواں دھار تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا، وہ سماں دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہم لوگ "قومی اتحاد و یکجہتی" یا "نیشنل انٹگریشن" کے پہلوان ہیں۔ بس اب فرقہ پرستی اور جذبۂ منافرت کو پچھاڑ پچھاڑ کر رکھ دیں گے۔ کبھی کبھی تو ہم لوگوں نے جوش میں آ کر کیسے کیسے ۔۔۔ ایک اقتباس ہے یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ ۔۔۔ [illegible]

۔۔۔ اور کانگریس کو اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے ڈھنڈورا پیٹنے کا ایک بہانہ ہاتھ آ گیا۔

لیکن ستیاناس ہو ہندوستان و پاکستان کا کہ ہم ان دونوں کے پائلوں اور گھنگھروؤں کی جھنکار سے جاگ گئے وہ ایک سہانا خواب تھا اور اب عالم واقعات میں ہمارا یہ حال ہے کہ

نہیں سنت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

مسیحیوں پر مظالم

زندہ باد مجاہدین! آپ حضرات نے بائیبل سوسائٹی لاہور کے سامنے جس مجاہدانہ کارنامے کا اظہار کیا۔ ہم اس پر آپ لوگوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ واقعی اسلام کے سپوت ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہمارے بڑوں کو تو اسلام کا کوئی علم ہی نہیں تھا۔ انہوں نے شام، مصر، اسکندریہ اور قسطنطنیہ کی عیسائی آبادیوں کو زیرنگیں کیا۔ مگر انہوں نے گرجا توڑا، نہ بائیبل جلائی۔ اور نہ کسی عیسائی ۔۔۔ محض عیسائی ہونے کی بنا پر قتل کیا۔ بڑے بے دین تھے وہ لوگ۔ اسلامی تاریخ ان کے کارناموں سے داغدار ہے۔

اور اب تاریخ اسلام کو تابناک بنانے کے لئے "مجاہدین پاکستان" اٹھے ہیں۔ جو نہتے اور پرامن عیسائیوں پر حملہ کرتے ہیں۔ انہیں اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور ان کی مقدس کتابیں جلاتے ہیں۔ زندہ باد دلاوران پاکستان! اب اسلام کبھی بدنام نہ ہوگا۔ نہ مسلمان روسیاہ ہوں گے۔

نسل کشی

پاکستان نے کئی بار پریس اور دوسرے ذرائع سے ہندوستان پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہاں انجکشنوں اور دواؤں کے ذریعہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو نامرد اور بانجھ بنایا جا رہا ہے۔

جہاں تک ہندوستانی مسلمانوں کی معلومات کا تعلق ہے۔ ہندوستان کے کسی گوشے میں مسلمانوں پر یہ ظلم نہیں ہوا۔ اگر خدانخواستہ حکومت ہند خفیہ طور پر بھی ایسی کوئی مہم چلاتی تو ہندوستانی حکومت کا ڈھانچہ کچھ اس قسم کا ہے کہ ایسی کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی۔ خود غیر مسلم لیڈر اس کے خلاف زبردست آوازیں اٹھاتے۔

ممکن ہے کہ پاکستان سرکار نے حکومت ہند کی فیملی پلاننگ یا خاندانی منصوبہ بندی کو مسلم کشی کی مہم قرار دیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو واضح ہونا چاہئے کہ فیملی پلاننگ حکومت ہند کی پالیسی ضرور ہے۔ مگر وہ کسی شہری کو اس میں حصہ لینے پر مجبور نہیں کرتی۔ ہندوستانی مسلمانوں میں تو یہ منصوبہ بالکل ناکام ثابت ہوا ہے۔ عام مسلمان اسے سخت مکروہ اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں کی ہندو مہاسبھا کو ایک یہ غم بھی کھائے جا رہا ہے خصوصاً کیرالا کی مسلم آبادی کا اضافہ دیکھ کر تو ہندو مہاسبھا بالکل بوکھلا اٹھی ہے۔

پھر یہ تو ہم ہندوستانیوں کی آپ بیتی ہے۔ حکومت پاکستان کو ذرا اپنے نامۂ اعمال پر بھی نظر ڈالنی چاہئے۔ آج اس سلطنت خداداد میں کیا ہو رہا ہے۔ کیا ملک اور دواؤں کے ذریعہ مسلمانوں کی نسل کشی جاری نہیں، خاندانی منصوبہ بندی کے پرچار کے حکام اتنا زور دیتے ہیں۔ کیا وہ ہندوستان کی فیملی پلاننگ سے کچھ الگ چیز ہے ہے کیا پاکستان ۔۔۔

آئیوری کوسٹ (مغربی افریقہ) میں نیرِ اسلام کی تابانیاں

(بقیہ صفحہ اوّل)

باحسن نی سرانجام پا رہے ہیں۔

اسلامک کلاسز

اس وقت تین شہروں میں مسلم طلباء کی اسلامک کلاسز کا انتظام ہے ٹیکنیکل کالج آبدجان نارمل سیکنڈری سکول BABOU انجیکچر کالج اور سیکنڈری سکول شہر BINGERVILLE میں ان پانچوں جگہ ہفتہ وار اسلامک کلاسز کا انتظام ہے جس میں مسلم طلباء کو عربی۔ تاریخ اسلام اور نماز و دیگر اسلامی مسائل پڑھائے جاتے ہیں۔ کلاس کے اختتام پر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جو طلباء کے لئے خاص دلچسپی کا باعث ہے۔ عیسائی طلباء کے لئے تو پادری صاحبان عرصہ دراز سے موجود تھے۔ لیکن مسلم طلباء کے لئے کوئی انتظام نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کمی جماعت احمدیہ کے مبلغین سے پوری کی ہے جس کے لئے مسلم طلباء شکر گزار ہیں۔ مزید سکولوں اور کالجوں میں مسلم طلباء کی کلاسز کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس جگہ یہ امر دلچسپی کا باعث ہوگا کہ تعلیم کی استعداد یہاں سولہویں کلاس سے شمار ہوتی ہے یعنی جسے پاکستان میں پہلی جماعت کہتے ہیں وہ یہاں سولہویں ہے اسی طرح دوسرے سال پندرھویں پھر موجود علی ہذا القیاس سولہ سال کی محنت شاقہ کے بعد پہلی کلاس یعنی جماعت پاس کی جاتی ہے یہاں ہفتہ میں دو دن یعنی ہر جمعرات اور اتوار کو سکول میں چھٹی ہوتی ہے۔ پہلے میں یہ سمجھتا رہا کہ جمعرات کا دن مسلمانوں کی نسبت سے رکھا گیا ہے۔ لیکن دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سارے فرانس بلکہ یورپ کے کئی دیگر ملکوں میں ہر جمعرات کو سکول بند ہوتے ہیں۔ گویا عیسائیوں کے نزدیک بھی جمعرات کا دن قابلِ عزت ہے اساتذہ بالعموم فرانسیسی ہیں جو بہت محنت سے پڑھاتے ہیں۔ زبان کو صحیح رنگ میں پڑھنے اور الفاظ کی ادائیگی پر خاص زور دیا جاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ مسلمان تعلیم میں بہت پیچھے ہیں اگرچہ وہ آبادی کا پچاس فیصدی ہیں۔ لیکن تعلیم میں صرف ۵ فیصدی اور یہ سب کچھ علماء زمانہ کی غلط قیادت کے باعث ہے۔

مسلم ماڈل سکول کی تجویز

اب حال ہی میں احمدیہ جماعت آبدجان نے وزیر تعلیم کی خدمت میں درخواست دی ہے کہ انہیں مسلم ماڈل سکول کھولنے کی اجازت دی جائے نیز گورنمنٹ اس بارہ میں مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مدد کرے

تعمیر مسجد کا پروگرام

ابھی تک جمعہ کی نماز احمدیہ دار التبلیغ میں ہی ادا کی جاتی ہے۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت دوست باقاعدگی سے شامل ہوتے ہیں لیکن ہمارا کمرہ بمشکل ۲۵۔۳۰ احباب کے لئے کافی ہے۔ اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں رہی۔ اس لئے فوری طور پر ایک وسیع اور فراخ احمدیہ مسجد کی شدید ضرورت ہے۔ دراصل بہت سارے مسلم بلکہ عیسائی اس خیال کا اظہار کر چکے ہیں کہ آپ مسجد بنائیں۔ تو ہم کھلے بندوں نہ صرف خود بلکہ دوسرے دوستوں کو بھی ساتھ لا کر آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے لیکن موجودہ وقت میں آبدجان کی غریب جماعت کے لئے تعمیر کا خیال بھی بعید از قیاس ہے۔ اس لئے اس موقعہ پر تمام احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خود غیب سے احمدیہ مسجد اور جماعت کی ترقی کا انتظام فرمائے۔ آمین۔

احمدیہ عربک سکول

روزانہ احمدیہ مشن ہاؤس میں مغرب سے عشاء تک طلباء کو تعلیم دی جاتی ہے اگرچہ یہ سکول بالکل چھوٹے پیمانے پر ہے۔ تاہم ہمارے اس سکول کی شہرت شہر بھر میں بہت اچھی ہے۔ کیونکہ یسرنا القرآن کے ذریعہ طلبہ تین چار ماہ میں از خود قرآن کریم پڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں کے طالب علم سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد بھی از خود پڑھنے کے قابل نہیں ہوتے

تبلیغی سفر

آبدجان کے قرب و جوار میں تو میں اکثر تبلیغی دورے کرتا رہا ہوں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں Dabou Bingerville Grand اور Hayama Bassam بہت دفعہ گیا ہوں لیکن اندرون ملک جانے کا موقعہ نہ ملا تھا اس لئے ستمبر دسمبر جنوری میں میں نے ملک کے دوسرے بڑے شہر جو کہ ملک کے عین وسط میں ریلوے اور سڑکوں کا بڑا مرکز ہے۔ یعنی BOAKE جانے کا پروگرام بنایا۔ اندرون افریقہ میں شمالی علاقوں میں اسلامی تہذیب و تمدن کا غلبہ ہے یہاں آ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم پنجاب کے کسی قصبہ میں آ گئے ہیں۔ یہاں میں امام مسجد کے ہاں ٹھہرا جو بہت ہی شریف النفس، مہمان نواز اور نیک سیرت بزرگ ہیں۔ یہاں کے رواج کے مطابق انہوں نے مجھے سب سے پہلے شہر کے سربراہ سے ملاقات کے لئے بھجوایا جو اعلیٰ تعلیم یافتہ عیسائی ہے اس موقعہ پر یہ بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مسلمان بالعموم جاہل ان پڑھ۔ ضدی اور ہٹ دھرمی ہیں۔ اس وجہ سے عیسائی انہیں خاطر میں نہیں لاتے۔ اسے جب اطلاع دی گئی کہ احمدیہ مشنری ملنے کے لئے آیا ہے تو بے چارہ مایوس دل سے باہر ملاقات کے کمرہ میں آیا۔ میں نے مختصر الفاظ میں جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ بالخصوص مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا ذکر کیا تو وہ کچھ بشاش نظر آنے لگا۔ اور دلچسپی سے گفتگو ہوا۔ بالآخر جب میں نے مقامی مسلمانوں کی تنزل اور اس کی وجوہات بیان کیں تو اتفاق کرتے ہوئے کہنے لگا کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آج ایک اچھے مسلمان سے ملنے کا موقعہ ملا ہے اور آپ یہاں اپنا مشن قائم کریں میں ہر طرح تعاون کروں گا۔ اس موقعہ پر اسلامی اصول کی فلاسفی (فرنچ) پیش کی گئی۔ جو اس نے نہایت خوشی سے قبول کی۔ پڑھنے کا وعدہ کیا اور کہا کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ اسے مسلم مشن کی کتاب فرنچ زبان میں دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اس کے بعد شہر کے کمانڈر سے ملاقات کرائی گئی جو حسن اتفاق سے ایک مسلم دوست مسٹر اسحاق ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی خدمات بالخصوص یورپ امریکہ میں مراکز اور مساجد کی تعمیر کی بہت تعریف کی۔ انہیں سلسلہ کی بہت سی کتب پیش کی گئیں۔ ان دونوں حضرات کی ملاقات کے بعد میرے میزبان کہنے لگے کہ اب شہر کے چاروں دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں آپ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ میں نے دوران عرصہ قیام میں شہر بھر میں گھوم گھوم کر انفرادی تبلیغ شروع کر دی

جامع مسجد میں کامیاب لیکچر

اپنے مہمان نواز امام مسجد کے ذریعہ بعد نماز عشاء شہر کی جامع مسجد میں تقریر کا انتظام کیا گیا۔ شہر کے معززین بہت شوق سے شامل ہوئے ایک مقامی دوست جو بہت اچھی عربی جانتے ہیں ترجمان مقرر ہوئے اور ڈیڑھ دو گھنٹہ تک جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی شاندار ترقیات بیان کی گئیں۔

تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا یہاں کے رواج کے مطابق تقریر کے دوران میں لوگوں نے پیسے لا لا کر میز پر رکھنے شروع کر دیئے اور جلسہ کے اختتام پر خاکسار کو پیش کرنے لگے۔ لیکن میں نے کہا کہ آپ اسے مسجد پر خرچ کریں جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

دورہ واگادوگو

دوسرا تبلیغی دورہ آئیوری کوسٹ کے ہمسایہ ملک اپر وولٹا کے صدر مقام واگادوگو کا تھا۔ یہ شہر آبدجان سے ۸۰۰ میل پر ہے اور آبدجان بذریعہ ریل ملحق ہے۔ اس دورے کا مقصد یہ تھا کہ اپر وولٹا میں اسلام کی ترقی کا جائزہ لیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو بذریعہ خط و کتابت وغیرہ اور مقامی احباب جماعت کو ہمنوا کی تبلیغ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث "لیس الخبر کالمعاینہ" بین حقائق پر مبنی ہے کیونکہ خبروں کے مطابق یہ سارا ملک عیسائی شمار کیا جاتا ہے لیکن میں نے اس مرتبہ سفر میں دیکھا ہے کہ مختلف علاقوں سے مسلمان کثیر تعداد میں اپر وولٹا کے شہروں میں آباد ہو رہے ہیں حتیٰ کہ ملک کے دونوں بڑے شہروں میں واگادوگو اور بوبوجلسو میں مسلمانوں کی کثرت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی ایسی ہوا چلائی ہے کہ از خود اسلام کے اندر ایک نئی زندگی کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ اور یہ دلیل دنیا پر کہ اسلام کی ترقی کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ امام وقت کو پہچانیں اور الٰہی برکات سے متمتع ہوں

انفرادی تبلیغ

آجکل کی ماڈرن حکومت کے بے شمار محکموں اور دفاتر کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے یہاں آبدجان جگہ جگہ حکومت کے دفاتر ہیں۔ مختلف طریقوں سے جا جا کر مسلم اور عیسائی کارکنان سے ملاقات۔ تعارف اور سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کرتا رہتا ہوں۔ فرنچ مغربی افریقہ میں آبدجان کو بہت اہمیت حاصل ہے اس لئے آئے دن مختلف قسم کے وفود اور سیمینار منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ میں ان مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نمائندگان سے ملتا ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی خبر اور سلسلہ کا لٹریچر پیش کرتا ہوں۔ ابھی حال ہی میں یونیسکو کے ماتحت افریقہ کے چالیس ممالک کے نمائندگان کا یہاں پر ہفتہ عشرہ تک اجتماع ہوا۔ بعد ازاں انہی ممالک کے وزرائے تعلیم کا اجتماع ہوا۔ میں ان دونوں موقعوں پر پیش اسمبلی میں جا کر فرداً فرداً نمائندگان سے ملتا رہا ہوں اور مختصراً جماعت کا تعارف کراتا رہا ہوں۔

بیعتیں

عرصہ زیر رپورٹ میں ۲۲ احباب بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور انہیں دوسروں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

الغرض آہستہ آہستہ اس ملک میں بھی اسلام احمدیت کے حق میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو رہی ہے جو ابھی بالکل ابتدائی حالت میں ہے۔ لیکن وہ دن دور نہیں جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اسلام ایک مضبوط چٹان کی طرح دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی شان و شوکت حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

موجودہ مالی سال

کیلئے

تحریکِ چندہ خاص کا اجراء

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے عرض ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال یکم مئی سے شروع ہو چکا ہے۔ شروع ہونے والے بجٹ آمد و خرچ میں باوجود سلسلہ کے ضروری اور لازمی اخراجات میں کمی کرنے کے بجٹ اخراجات کے مقابل پر بجٹ آمد میں خاص کمی رہ گئی ہے جسے پورا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و منظوری سے احباب جماعت میں چندہ خاص کی یہ تحریک کی جا رہی ہے۔

سو احبابِ جماعت سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی مشترکہ ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنی ایک ماہ کی آمد کا کم از کم دسواں حصہ بطور چندہ خاص ادا کریں تاکہ خسارہ سالانہ بجٹ مبلغ پچیس ہزار روپے کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔

مذکورہ بالا کم از کم شرح جملہ احباب کے لئے لازمی ہے لیکن صاحبِ حیثیت اور مخیر احباب سے توقع ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور خدا تعالیٰ کے فضل کے مطابق اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر سلسلہ کی مشکلات کو دور کرنے میں معاون و مددگار ہونگے!

جس حسنِ ظنی اور اعتماد سے حضرت اقدس نے اس سال چندہ خاص کے بوجھ کی ذمہ داری کو ڈالنے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ امید ہے کہ جملہ احبابِ جماعت اُسی اخلاص اور بشاشتِ قلبی سے اس وقتی اور معمولی بوجھ کو کماحقہ برداشت کر کے اطاعت امام و نظام سلسلہ کا بہترین نمونہ پیش کریں گے اور خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں گے۔

جملہ عہدیداران مال کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد چندہ خاص کی مجوزہ شرح کے مطابق چندہ دہندگان کے چندہ خاص کی تشخیص کر کے دوسرے لازمی چندہ جات کے ساتھ ساتھ چندہ خاص کی وصولی بھی پوری کوشش اور محنت سے شروع کر دیں۔

• اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے مبارک عہد کو سو فی صدی پورا کرنے کی توفیق بخشے اور حقیقی معنوں میں مسیح محمدی کے انصار کی جماعت میں شمار فرمائے۔ آمین۔

یا ارحم الراحمین۔

خاکسار:۔

ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ

قادیان دارالامان!

خبرنامہ

واردھا ۳ رمئی۔ کشمیر کے سابق وزیر اعلیٰ شیخ عبداللہ نے آج سرودے لیڈر آچاریہ ونوبا کے ساتھ بجاج واڑی میں ملاقات کی دونوں رہنما آج صبح ہی نصبہ آیا پہنچے تھے۔ شیخ دہلی سے اور آچاریہ ونوبا بھاوے ضلع واردھا کی ایک ماہ کی پد یاترا کے بعد آ گئے تھے بات چیت میں مسٹر جے پرکاش نارائن اور مرزا افضل بیگ بھی موجود تھے۔ صبح ۹ بجے مسٹر دع ہوئی اور کوئی دو گھنٹے جاری رہی۔ اس سے پہلے مسٹر جے پرکاش آچاریہ ونوبا سے ملے اور کوئی ایک گھنٹہ بات چیت کی اور شیخ عبداللہ کی دہلی میں مرکزی لیڈروں کے ساتھ بات چیت کے رجحانات کے بارے میں آگاہ کیا شیخ عبداللہ آج صبح آچاریہ ونوبا بھاوے سے ملنے سے پہلے سیوا گرام گئے۔ اور چند منٹ گاندھی کٹیا میں گزارے۔ وہ سیوا گرام میں اب دوسری بار آئے تھے پہلے وہ ۱۹۳۹ء میں آئے تھے۔ پلاننگ کمیشن کے ممبر مسٹر شری من نارائن نے انہیں سیوا گرام دکھایا۔ جہاں کے نواسیوں نے ان کا سواگت کیا۔

پٹنہ ۳ رمئی۔ پردھان منتری پنڈت نہرو آج بہار اور نیپال کے سرحدی مقام بھیسہ لوٹن پہنچے جہاں اُن کا شاندار اور پُر جوش سواگت کیا گیا۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ جبکہ آپ کانگرس کے بھوبنیشور سیشن میں بیمار ہونے کے بعد دہلی سے باہر گئے تھے۔ آپ کا ہوائی جہاز صبح ۱۱ بجکر ۵ منٹ پر یہاں پہنچا۔ اور دس ہزار اشخاص نے جو چلچلاتی دھوپ میں آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ کا پُر جوش سواگت کیا۔ حصول آزادی کے بعد شری نہرو پہلی مرتبہ بھیسہ لوٹن آئے تھے۔ آپ بڑے خوش و خرم نظر آ رہے تھے۔ آپ نے کھلی کار میں بیٹھ کر ہوائی اڈہ کا چکر لگایا۔ مسٹر بھگت اندرا گاندھی خارجہ سیکرٹری مسٹری گنڈیویا بھی پنڈت نہرو کے ساتھ تھے۔ مسٹری نہرو کی آمد کے بعد ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر نیپال کے حکمران شاہ مہندر بذریعہ ہوائی جہاز بھیسہ لوٹن پہنچ گئے۔ آپ کی آمد کا مقصد گنڈک بیراج کا سنگ بنیاد رکھنا اور مسٹری نہرو سے بات چیت کرنا تھا جب آپ کا ہوائی جہاز پہنچا تو ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ ہوائی اڈہ پر شاہ مہندر کا سواگت پردھان منتری مسٹری نہرو۔ بہار کے گورنر مسٹر ذاکر حسین۔ بہار کے مکھیہ منتری مسٹری کے۔ بی سہائے اور صوبائی اور مرکزی وزراء اور ہزاروں اشخاص نے کیا۔

نئی دہلی ۳ رمئی۔ سیٹھ رام کرشن ڈالمیا کو جنہیں دو سال قید کی سزا بھگتنے کے بعد رہا کیا گیا تھا۔ آج دوبارہ گرفتار کر لیا گیا اب بھارت انشورنس کمپنی کے فنڈ میں خیانت کا الزام ہے جبکہ انہوں نے دو سال قید کی سزا بھارت انشورنس کمپنی کے فنڈ میں غبن کے الزام میں کاٹی تھی۔ آج اُنکے ساتھ اُن کے داماد مسٹری شانتی پرشاد جین نیز اُن کے دو رشتہ داروں جے دیال ڈالمیا و شنو ہری ڈالمیا اور گیارہ دیگر افراد کو گرفتار کیا گیا تاہم گرفتاری کے بعد فوراً ان سب کو سپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ نے ضمانتوں پر رہا کر دیا۔ سیٹھ رام کرشن ڈالمیا مسٹری جے دیال ڈالمیا اور مسٹری ایس پی جین پچیس پچیس لاکھ روپیہ کی اور اتنی ہی مالیت کے دو دو مچلکوں کی بنا پر رہا کئے گئے جبکہ مسٹری وشنو ہری ڈالمیا کو دس لاکھ روپیہ کی ضمانت اور اتنی ہی مالیت کے دو مچلکوں کی بنا پر رہا کیا گیا۔ سپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ کے سپرنٹنڈنٹ مسٹری گورو داس مل نے بتایا کہ ملزمان نے ڈالمیا جین ایئر ویز پرائیویٹ لمیٹڈ نامی فرم کے فنڈ اور جائداد میں ۲۱ کروڑ روپیہ کی خیانت مجرمانہ کرنے کی سازش کی تھی۔ یہ فرم سنہ ۱۹۵۰ء میں دیوالیہ ہو گئی تھی۔

نئی دہلی ۳ رمئی۔ پرجا سوشلسٹ ممبر مسٹری چندر شیکھر نے آج راجیہ میں سرودیہ لیڈر مسٹری جے پرکاش نارائن کو ملنے والی قتل کی دھمکیوں کا سوال اٹھایا۔ انہوں نے کہا کہ شری جے پرکاش نارائن کو کشمیر اور فرقہ وارانہ فسادات کے بارے میں بیانات دینے اور تقاریر کرنے کے سلسلہ میں جان سے مار دینے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ اس امر کا انکشاف انہوں نے خود کل دہلی کے ایک جلسہ میں کیا تھا۔ شری چندر شیکھر نے کہا یہ اطلاع بڑی رنجدہ اور تشویشناک ہے۔ اور ہوم منسٹر کو اس بارے میں بیان دینا چاہیئے کہ وہ ان کی سلامتی اور ذاتی تحفظ کے سلسلہ میں کیا کارروائی کر رہے ہیں۔ آپ نے ہوم منسٹر شری نندہ کے اس بیان کا بھی ذکر کیا جس میں انہوں نے کہا کہ شری جے پرکاش نارائن خطرناک باتوں کا پرچار کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ کہا کہ یہ بڑی دکھ کی بات ہے کہ مسٹر جے پرکاش نارائن جیسی بزرگ شخصیت کو محض اس بنا پر قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں کہ انہوں نے کشمیر اور فرقہ وارانہ مسئلہ سے متعلق اپنے نظریہ کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ مسٹری جے پرکاش نارائن کشمیر کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں۔ میں اس سے متفق نہیں ہوں لیکن اس کے باوجود میں ہوم منسٹر سے درخواست کروں گا کہ وہ فوری کارروائی کریں ورنہ ملک بھر میں اس کا سنگین رد عمل ہو گا۔

نئی دہلی ۳ رمئی۔ آج چار صوبوں پنجاب آندھرا، میسور اور مدراس کے نئے گورنروں نے حلف لے لیا۔ پنجاب میں حافظ محمد ابراہیم نے اور میسور میں جنرل ایس ایم سری ناگیش نے بطور گورنر حلف لیا۔ جبکہ شری پٹم تھانو پلے نے جو راجنگہ پنجاب کے گورنر تھے۔ آندھرا کی گورنری کا عہدہ سنبھالا۔ مدراس کے نئے گورنر مہاراجہ جیہ چامراج واڈیار مقرر ہوئے ہیں۔ ان چاروں گورنروں نے آج اپنے اپنے صوبوں کی راجدھانیوں میں اپنے عہدوں کا حلف لے لیا۔ حلف دلانے کی رسم متعلقہ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے دلائی۔ پنجاب کے نئے گورنر حافظ محمد ابراہیم کو حلف دلانے کی رسم پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹری ڈی فالشا نے ادا کی۔ اس موقعہ پر راج بھون کے سبزہ زار میں جہاں ایک وسیع شامیانہ کے نیچے یہ رسم ادا کی گئی پنجاب کے مکھیہ منتری مسٹری کیرون دوسرے وزیر، پنجاب ہائی کورٹ کے جج اسمبلی کے سپیکر اور سپریم کورٹ کے جج اور اعلیٰ سول اور ملٹری افسر موجود تھے حلف لینے کے بعد حافظ ابراہیم نے پی۔ اے۔ پی کے ایک دستہ سے سلامی لی۔ حافظ ابراہیم آج صبح ہی نئی دہلی سے چنڈی گڑھ پہنچے تھے جہاں پر ریلوے سٹیشن پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ حافظ ابراہیم نے عہدہ سنبھالنے کے بعد اخبار نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا۔ ذاتی طور پر گورنر کا عہدہ پسند نہیں کرتا۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں پنجاب کا گورنر بنایا گیا ہوں جس نے کافی ترقی کی ہے۔ پنجاب سرکار اور پنجاب کے لوگوں نے صوبہ کی ترقی کے لئے کافی کام کیا ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ آئندہ بھی وہ اسی طرح کام کرتے رہیں گے۔ اور اس سلسلہ میں میری وزارت ہر وقت حاصل رہیں گی۔ آپ نے مزید کہا کہ پنجاب نے جو ترقی کی ہے وہ سرکار اور لوگوں کے تعاون کا نتیجہ ہے۔

لندن ۳ رمئی۔ بھارت کے وزیر تعلیم شری ایم سی چھاگلہ نیویارک جاتے ہوئے کل یہاں پہنچے انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ۵ رمئی کو کشمیر کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے سیکیورٹی کونسل کی جو میٹنگ منعقد ہو رہی ہے جہاں تک بھارت کا تعلق ہے اس کے نزدیک اس کا کوئی جواز یا فوری ضرورت نہیں ہے۔ مسٹری چھاگلہ نے ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں ابھی تک اپنی تقریر تیار کر رہا ہوں۔ مجھے اس بات کا یقین نہیں ہے کہ آیا کہ اتنی مؤثر ہو گی جتنی کہ میں چاہتا ہوں۔ میں جن نکات پر زور دوں گا۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ سیکیورٹی کونسل کی گذشتہ میٹنگ کے بعد بھارت اور پاکستان میں بات چیت شروع ہو چکی ہے۔ اور کہ ہوم منسٹر شری نندہ اور شیخ عبداللہ میں عنقریب بات چیت کا دوسرا دور شروع ہو گا۔ پردھان منتری شری نہرو اور شیخ عبداللہ کے درمیان بھی بات چیت جاری ہے۔

سرینگر ۳ رمئی۔ اخبار پرتاپ میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ یہاں تقریباً دو سو طلباء نے جلوس نکالا اور ہم رائے شماری چاہتے ہیں، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری فوراً کراؤ کے نعرے لگانے کے بعد وہ اتحادی سبھا کے سٹ ہیڈوں کے ہیڈ کوارٹر میں گئے اور انہیں اس مطلب کی عرضداشت پیش کی۔ کہ اتحادی سبھا کشمیر میں جلد رائے شماری کا انتظام کرے۔

مرکز کی ایک تعلیمی ضرورت

اس سے قبل بھی متعدد بار اخبار "بدر" میں اعلان کیا گیا ہے کہ نصرت گرلز سکول قادیان میں بعض "محکمہ تعلیم" کے قواعد و ضوابط کے پیش نظر "ٹرینڈ" استانیوں کو مدرسہ مذکورہ میں رکھا جانا از بس ضروری ہے۔ اور جب تک نظارت ہذا اس کمی کو پورا نہیں کرتی اُس وقت تک نصرت گرلز سکول قادیان بعض سرکاری مراعات کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ جو بہر صورت مدرسہ کے لئے مفید ہیں۔ مگر افسوس کہ باوجود مسلسل تحریکات کے نظارت ہذا مدرسہ مذکورہ کی خالی آسامیوں کو سپورٹ کرنے سے قاصر رہی ہے۔ ہماری جماعت ہمیشہ ہر شعبۂ حیات کی ترقی و جدوجہد میں دوسری جماعتوں سے پیش پیش اور ممتاز رہی ہے۔ لہٰذا نظارت ہذا یہ باور ہی نہیں کر سکتی کہ جماعت ہائے ہندوستان میں ٹرینڈ استانیوں کا فقدان ہے یا ٹرینڈ استانیاں کمیاب ہیں۔ لہٰذا نظارت ہذا بذریعہ اعلان ہذا پھر جماعت ہائے ہندوستان کی جے۔ بی۔ ٹی اور بی۔ اے۔ بی۔ ٹی بہنوں سے درخواست کرتی ہے کہ وہ مرکز کی ضرورت کو مقدم سمجھتے ہوئے اپنی خدمات کی پیشکش فرمائیں۔ یہ پیشکش نہ صرف اقتصادی نقطۂ نظر سے ہی منفعت بخش ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا بھی موجب ہو گی۔ نظارت ہذا اُمید کرتی ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ بہنیں ہماری اس درخواست کو قابل توجہ سمجھیں گی۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

نوٹ:۔ مدرسہ مذکورہ بالا کی ہر دو آسامیاں کو مشاہرہ گورنمنٹ کے گریڈز کے مطابق دیا جائے گا۔